بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیضانِ مہدی موعودؑ

زندگی کے ساتھ اور بعد

...... از ......

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد

﴿جملہ حقوق محفوظ﴾

نام کتاب : **فیضانِ مہدی موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد**

مصنف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)

سن اشاعت : ماہ جمادی الثانی ورجب المرجب ۱۴۳۳ھ م ماہ مئی ۲۰۱۲ء

کمپیوٹر کتابت: SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک) چنچل گوڑہ

فون نمبر 9959912642

ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد

قیمت : -/25 روپئے

کتاب ملنے کے پتے

☆ مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد

☆ فقیر سید رفعت جاوید 16-2-146/A/3 پہلی منزل، نزد حیدرآباد کڈنی ہاسپٹل، صرفِ خاص پلٹن، نیو ملک پیٹ، حیدرآباد۔

فون نمبر 04065591809 سیل نمبر 8978673540

☆ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک) چنچل گوڑہ، حیدرآباد

فون نمبر 9959912642

فہرست

سلسلہ	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	ابتدائیہ	۵
۲	فرمانِ مہدیؑ : پیغمبرؑ کی سنت عملِ پیغمبرؑ کو کہتے ہیں	۶
۳	فرائض ولایت عمل پیغمبر ﷺ سے ماخوذ	۷
۴	ولایت کی باریکی	۸
۵	ہم قوم ہیں نہ کہ فرقہ	۱۷
۶	القرآن والمہدیؑ	۱۷
۷	تائب مدعیانِ مہدیت	۲۳
۸	آمد مہدی اور نزول عیسیٰ علیہم السلام سے قبل کی علامات	۲۷
۹	شانِ مہدیؑ	۲۸
۱۰	صدقات امامناؑ بذریعہ فرامین مبارکہ	۳۱
۱۱	حدود کسب اور آیات قرآنیہ	۳۸
۱۲	**احکاماتِ ولایت**	۴۳
۱۳	(۱) تصدیق مہدیؑ	۴۳
۱۴	(۲) ترکِ دنیا	۴۴
۱۵	(۳) طلبِ دیدار خدا	۴۷

۱۶	(۴) عزلت از خلق	۴۹
۱۷	(۵) ذکر دوام	۵۱
۱۸	(۶) توکل	۵۶
۱۹	(۷) صحبت صادقین	۵۸
۲۰	(۸) انکارِ مہدی کفر	۶۸
۲۱	منکرانِ مہدیؑ کی اقتداء نہ کی جائے	۷۲
۲۲	(۹) ہجرت	۷۷
۲۳	(۱۰) عشر	۷۸
۲۴	(۱۱) نوبت	۷۸
۲۵	(۱۲) سویت	۷۹
۲۶	کرنیں	۸۰
۲۷	تسویت خاتمین علیہم السلام	۹۱
۲۸	معجزات مہدی موعود علیہ السلام	۹۶
۲۹	دافع ہلاکت اُمّت محمدیہ ﷺ	۹۸
۳۰	حضور ﷺ کے فرمائے ہوئے کلماتِ جامعہ کی تشریح	۹۹
۳۱	ایک آیت اور اس کا مفہوم (مہدوی نقطۂ نظر سے)	۱۰۰
۳۲	قابل غور چند آیات اور اُن کے تراجم	۱۰۳
۳۳	فیضان مہدیؑ زندگی کے ساتھ اور بعد	۱۰۵
۳۴	تعارفِ ادارہ مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، چنچل گوڑہ، حیدرآباد	۱۱۱

ابتدائیہ

مصدقین کرام: ہم سب کا اس گروہ مقدسہ مہدویہ میں پیدا ہونا باعث خوش نصیبی ہے، لیکن عمل کی شرط کے ساتھ، روئے زمین کی اس اہم ترین قوم کے ایک ادنیٰ ترین فرد کی طرف سے سب کو حسب مراتب قدمبوسی، سلام اور دعا۔

اما بعد، لیجئے کتاب ''فیضانِ مہدی موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد'' پیش ہے۔ کتاب کی تیاری کے لئے قومی اور دیگر کتب سے مدد لی گئی ہے۔ حتی الامکان غلطیوں سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی غلطیوں کا امکان ہے۔ ایسی کوئی بات نظر آئے تو مہربانی فرما کر اطلاع سے نوازیں تا کہ اگلی اشاعت میں ایسی غلطیاں نہ ہوں۔ ویسے ہمارا حال کچھ یوں ہے۔ بقول میر تقی میرؔ

میں نے جانا کہ کچھ نہیں جانا

وہ بھی ایک عمر میں ہوا معلوم

مہدویت جاوداں، پیہم رواں اور ہر دم جواں ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ ہر دور میں نئے لوگ مہدویت سے مشرف ہوتے آ رہے ہیں۔ یہ ان کی خوش نصیبی ہے۔ اور ان کی پیدائش چیز ہو گئی ہے۔

دور حاضر میں کچھ لوگوں کے مہدویت سے کنارہ کش ہو جانے کا جو رجحان پیدا ہوا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں جس میں سے ایک نئی نسل کی دین سے ناواقفیت ہے۔ اس لئے ان کو دینی تعلیم کا دیا جانا ان کے سرپرستوں کا فریضہ ہے۔

لوگوں کو دینِ مہدیؑ سے آگاہ کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے جو چھوٹی سی ایک کوشش ہے۔ تا کہ نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنا بنا کر رکھے اور اپنا بنا کر اُٹھائے۔ آمین ثم آمین

خاکِ پائے فقرائے گروہِ مہدویہ

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)

فرمانِ مہدیؑ

پیغمبرؐ کی سنت پیغمبرؐ کے عمل کو کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد وحساب احسان عظیم ہے کہ اس نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی جیسی پرنور ہستی کو پیدا فرمایا' اور اُمت محمدیہ ﷺ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضور پرنور میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا صدقہ وطفیل ہے کہ آپ نے تشریف آوری کے بعد اپنے مصدقین کو حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں میں پہنچنے کا راستہ بتلادیا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ارشادات پر بفضل خدا صدقِ دلی سے عمل کیا جاتا ہے تو پھر راست طور پر حضور ﷺ کے قدموں میں پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہوتا' اور اس کی برکت سے دیدار خدا بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم یوں ہے۔

''شریعت میرے اقوال ہیں''

''طریقت میرے افعال ہیں''

''حقیقت میرے احوال ہیں'' (انصاف نامہ)

یعنی حضور پرنور ﷺ نے جو فرمایا وہ قول ہے۔ اور قول کی جمع اقوال ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جو عمل فرمایا وہ فعل ہے۔ اور فعل کی جمع افعال ہیں۔

حضور ﷺ کی اللہ تک جو رسائی تھی اور قرب تھا وہ حال ہے۔ اور حال کی جمع احوال

ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے اقوال اور افعال کی پیروی کرنے اور احوال کے آرزومند رہنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ عموماً لوگ اقوال مبارکہ پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن مہدی موعود علیہ السلام نے وہ افعال مبارکہ جو خاص حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے متعلق ہیں ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت پیغمبر کے عمل کو کہتے ہیں نا کہ گفتار (فرمائی ہوئی بات کو) مثلاً حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا کہ جنت میں، میں نے تمہارے کھڑاؤں یا جوتوں کی آواز سنی ہے۔ تمہارا عمل کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے یہ عمل کہاں سے سیکھا لازمی بات ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ہی پیروی کی۔ تاکہ اُمت پر بار نہ ہو اسی لئے حضور ﷺ نے ہر وضو کے بعد دوگانہ پڑھنے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا لیکن حضرت بلالؓ کے ذریعہ اُمت کو اشارتاً اس مبارک عمل کا پتہ چل گیا۔ مہدی موعود علیہ السلام نے ان ہی دو رکعات کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔ اور ادا نہ کرنے والے کو دین کا بخیل فرمایا۔

فرائض ولایت عمل پیغمبر ﷺ سے ماخوذ

اسی طرح جب ہم فرائض ولایت کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فرائض بھی حکم قرآنی اور عین حضور اکرم ﷺ کے افعال کی پیروی ہے۔ مثلاً

ترک دنیا: حضور ﷺ نے دعویٔ نبوت کے بعد وصال تک کسی قسم کا کسب نہیں فرمایا۔ یہی ترک دنیا تھی جو ہم پر فرض ہے۔

توکل: حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی پہنچتا نقد ہو یا کھانے پینے کی چیزیں اسی

روز آپ تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور کل کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے۔ یہی توکل تمام بر ذات خدا تھا۔ جو ہم پر فرض ہے۔

ذکر دوام: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ سوتی ہے، میرا دل نہیں سوتا۔ سرکار ﷺ کی ہر سانس اللہ کے ذکر سے معمور تھی۔ یہی ذکر دوام ہے جو ہم پر فرض ہے۔

طلب دیدار خدا: حضور اکرم ﷺ کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر خدا کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ یہی طلب دیدار خدا ہے اور اسی طلب دیدار خدا کو ہم پر فرض فرما دیا گیا ہے۔

عزلت از خلق: حضور اکرم ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے۔ یہی عزلت یعنی مخلوق سے دوری تھی۔ جو ہم پر فرض ہے۔

صحبت صادقین: اصحابِ صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی خدمت میں رہتے تھے جن کو ساتھ رکھنے کا حکم خداوندی آپ ﷺ کو ملا تھا۔ مگر وہ لوگ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور خدا سے عشق بڑھتا گیا۔ صحبت صادقین ہم پر فرض ہے، جو حکم قرآنی ہے۔

ہجرت: حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ ہم پر ہجرت کی فرضیت بھی حضور ﷺ کے صدقے اور طفیل سے ملی۔

ولایت کی باریکی

حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ میری نبوت سے میری ولایت افضل ہے۔ تو اب آیئے ولایت کی باریکی کیا ہے؟ اس پر غور کیا جائے۔

جب ایک بادشاہ نے اللہ والے بزرگ سے دریافت کیا کہ زکوٰۃ کتنی ہے؟

بزرگ نے سوال کیا ہماری زکوٰۃ یا تمہاری زکوٰۃ؟ بادشاہ کو شائد تعجب ہوا ہوگا کہ کیا زکوٰۃ

بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔

بزرگ نے فرمایا تمہاری زکوٰۃ سال کے ختم پر دو سو روپئے جمع ہوں تو پانچ روپئے (ڈھائی فیصد)، ہماری زکوٰۃ دوسو کے دوسو پورے اللہ کے نام پر دیدیں علاوہ ازیں پانچ درہم اور بھی دیں اور پانچ درّے کھائیں (سال بھر تک ہم نے مال کو کیوں جمع کیا)

ولایت کے عمل کی عالیت اس واقعہ سے بھی مزید واضح ہوجائے گی۔ دو مشہور بزرگوں حضرت بہلول داناؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے درمیان ہوئی گفتگو کا خلاصہ یوں ہے۔

حضرت بہلول داناؒ نے سوال فرمایا آپ کھانا کس طرح کھاتے ہیں؟

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا بسم اللہ پڑھتا ہوں سامنے کی چیز کھاتا ہوں، چھوٹا نوالہ بناتا ہوں، آہستہ آہستہ چباتا ہوں، دوسروں کے نوالوں پر نظر نہیں ڈالتا، کھاتے وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا یہ سب بعد کی چیزیں ہیں۔ کھانے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ حلال کی روزی ہو غذا میں حرام کی ملاوٹ ہوگئی تو یہ تمام آداب بیکار ہوجائیں گے۔ دل روشن ہونے کے بجائے اور زیادہ تاریک ہوجائے گا۔

حضرت بہلول داناؒ نے پوچھا: آپ گفتگو کس طرح کرتے ہیں؟

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہر ایک بات ایک اندازے سے کرتا ہوں بے موقع اور بے حساب گفتگو نہیں کرتا، سننے والوں کی سمجھ کے موافق کہتا ہوں، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات سناتا ہوں، لوگوں کی بیزارگی کا خیال رکھتا ہوں، باطنی اور ظاہری علوم کے نکتے ذہن میں آتے ہیں۔ (لوگوں کی فہم کو پیش نظر رکھتا ہوں)

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا گفتگو کے وقت سب سے پہلے دل کا پاک اور نیت کا

صاف ہونا ضروری ہے جو بات کہی جائے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے ہو، اگر کوئی غرض یا دنیاوی مطلب کا لگاؤ ہوگا تو بات فضول قسم کی ہوگی خواہ کتنے ہی اچھے الفاظ میں کہی جائے۔ تمہارے لئے وبال بن جائے گی۔اس لئے ایسے کلام سے خاموشی بہتر ہوگی۔

حضرت بہلول داناؒ نے پوچھا سوتے کس طرح ہو؟

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد درود شریف، وردو وظائف پڑھتا ہوں۔(وردو وظائف کا پڑھنا اس واسطے تھا کہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا زمانہ آپ کو نہ ملا تھا اور آپ، مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے گذرے ہیں۔اگر مہدی موعودؑ کا زمانہ ملتا تو ورد ووظائف نہ پڑھتے بلکہ راست طور پر مشغول بہ ذکر ہو جاتے) سیدھی کروٹ پر ذکر کرتے ہوئے سوتا ہوں۔

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو تمہارا دل بغض، کینے اور حسد سے خالی ہو، تمہارے دل میں دنیا اور مال کی محبت نہ ہو اور نیند آنے تک اللہ کے ذکر میں رہو۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مجلس سے گذرے جہاں ہنسی بلند آواز سے ظاہر ہوتی تھی۔فرمایا تم اپنی مجلس میں مکدر اللذّات یعنی لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز شامل کر لو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مکدر اللذّات کیا چیز ہے؟ فرمایا موت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص شہیدوں کے ساتھ بھی حشر کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو دن اور رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے۔

مہدی موعودؑ کی تعلیم کے طفیل موت کو یاد کرنے والوں کے تعلق سے حضرت علامہ سید

نصرت صاحبؒ مصنف کحل الجواہر نے خطباتِ جمعہ ماہ جمادی الاول کے چوتھے خطبہ میں ان افراد کی درجہ بدرجہ نشاندہی فرمائی ہے جو موت کو یاد کرنے والے یا موت کو یاد رکھنے والے ہیں، اس کی تشریح فرمائی ہے۔

تشریح : موت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) منہمک: منہمک وہ ہے جو اپنی دنیا پر افسوس کرتے ہوئے موت کو یاد کرتا ہے۔ وہ نہایت خسارے میں ہے۔

(۲) تائب: تائب وہ ہے جو موت کو اس لئے یاد کرتا ہے کہ اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔ اور کامل توبہ کے ساتھ زادِ آخرت کے لئے تیار ہو جائے۔ یہ شخص اہل ایمان سے ہے۔

(۳) عارف: عارف وہ ہے جو موت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ موت ہی ملاقات دوست (ملاقاتِ حبیب کی) وعدہ گاہ ہے اور دار العِصیان (گناہوں کی جگہ) سے چھٹکارہ دلانے اور جوارِ رحمٰن تک پہنچانے والی ہے۔

اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو اپنا سارا معاملہ خدا کے حوالے کر دیتا ہے موت و حیات میں اس کا کوئی دخل نہیں، اس کی سب سے زیادہ محبت اپنے مولیٰ یعنی اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ مقامِ تسلیم و رضا میں ہے۔ (علامہؒ کا بیان ختم ہوا)

مہدی موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم فرمائی ہے کہ مصدق اپنے معاملات کو اللہ کے حوالے کر دے اور خدا جس حال میں رکھے رہے، بے اختیار رہو کی تعلیم فرمائی اور عشق خداوندی کی تعلیم فرمائی اور رضا کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ رضا کا مقام صبر سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

حضور پرنور امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی رفعت اور بلندی ان ارشادات سے ظاہر ہوتی ہے۔

''جو کوئی حکم بیان کرتا ہوں خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام سے ایک

حرف کا منکر ہوگا وہ اللہ کے پاس پکڑا جائے گا''

حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا''بندہ کا آنا اس وقت ہوا جب ایمان مجذوبوں میں باقی رہ گیا تھا'' آمنا و صدقنا

وہ لوگ جنہوں نے مہدی موعودؑ کی تصدیق ابھی تک نہیں کی ہے ان کے لئے ہم حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بلند پرواز ؒ کا یہ ارشاد آپؒ کے ملفوظات کی کتاب سے نقل کرر ہے ہیں تا کہ ان کو معلوم ہو کہ مہدی برحق کی تشریف آوری ٹھیک اپنے وقت پر ہوئی۔ فرمایا

''دین اسلام اپنے پورے جمال وکمال پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا اس کے بعد خلفائے راشدینؓ نے بھی اس راستے پر قدم جمائے رکھا یہاں تک کہ تابعین وتبع تابعین تک کچھ کچھ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن ان کے بعد دین جو درحقیقت تھا نہ رہا۔ (جوامع الکلم مترجم صفحہ ۹۷)

مہدی موعودؑ کی تشریف آوری اس وقت ہوئی جب دین رخصت ہو چکا تھا۔ یہاں دو قافلے بن گئے ایک وہ جو مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور چل پڑا اور چل رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا اللہ تعالیٰ نے اس قافلہ کو رکنے اور مٹنے سے محفوظ فرمادیا ہے۔ ہماری قوم مٹنے کے لئے وجود میں نہیں لائی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی جس کا مفہوم یوں ہے کہ''یا اللہ دشمنوں سے ان (مہدویوں) کی حفاظت فرما'' اس طرح خدائے تعالیٰ کی راست حفاظت ونگہبانی میں یہ قافلہ جس کے میر کارواں حضرت مہدی موعود علیہ السلام ہیں، رواں دواں ہے، سفر جاری ہے اور قافلہ کی منزل ہر دور میں ذات باری تعالیٰ ہی رہی ہے۔

دوسرا قافلہ جو اقرار مہدیؑ کی دولت سے محروم ہے اور ابھی تک وہیں رکا ہوا ہے جہاں امامنا مہدی موعودؑ کی تشریف آوری سے پہلے تھا۔ نتیجہ میں آج تک بھول اور بے اعتنائی کا سلسلہ

جاری ہے۔ بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن فی الوقت دو مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ اردو روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد مورخہ ۱۴/۱ گسٹ ۲۰۱۱ء اتوار ایڈیشن میں بہ عنوان ''آپ کے مسائل اور شرعی احکام'' جواب دینے والے مفتی خلیل احمد

سوال: عصر و مغرب کے درمیان کیا قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہے اور عصر و مغرب کے درمیان کیا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: '' عصر و مغرب کے درمیان کا وقت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ دن کے فرشتے آسمان کی طرف لوٹتے ہیں اور رات کے فرشتے اُترتے ہیں ایسے وقت مشغولِ عبادت رہنا چاہیئے۔ بعد عصر قبل از غروب قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہے اور کھانا کھایا جاسکتا ہے شرعی کوئی ممانعت نہیں۔'' مفتی کا جواب ختم ہوا۔

اس جواب میں عصر و مغرب کے درمیان کے وقت کی اہمیت بتلادی گئی ہے اور اس دوران تلاوت قرآن مجید کی ترغیب دی گئی ہے۔ حالانکہ کوئی شخص نماز عصر پڑھ چکا ہو تو اس کے بعد غروب تک اس پر سجدہ کرنا حرام ہے اگر ایسا شخص عصر کے بعد تلاوت میں مشغول ہو جائے اور سجدہ کی آیت آجائے تو اس وقت کیا کرے؟ سجدہ کرتا ہے تو گنہ گار ہوتا ہے کیونکہ عصر و مغرب کے درمیان وہ سجدہ نہیں کرسکتا اور اگر سجدہ نہ کرے جبکہ سجدہ کی آیت پڑھا ہے تب بھی وہ گناہ گار ہوگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ عصر و مغرب کے درمیان تلاوت نہ کی جائے اس کے بجائے حسبِ احکام خداوندی ذکر کیا جائے۔

دوسری بات مفتی نے عصر و مغرب کے درمیان کھانا کھانے کی اجازت دے دی ہے جبکہ قرآن مجید میں ذکر اللہ کے خاص اوقات کے تعلق سے الفاظ کئی آیتوں میں آئے ہیں۔ اور ان پر حضور اکرم ﷺ نے عمل فرمایا۔ آپ کے قریبی زمانوں تک یہ عمل جاری رہا ہو بعد کی

صدیوں میں دینی معاملات میں جو ضعف پیدا ہوگیا اس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مہدی موعودؑ کی بعثت فرمائی اور آپؑ نے آ کر دین کو از سر نو تر و تازہ فرمادیا۔ چنانچہ ذکر اللہ کی بطور خاص دو اوقات کی نشستوں کا عمل رسول علیہ ﷺ، مہدی موعودؑ کے ذریعہ جاری ہو گیا۔ اور بفضلِ خدا قوم مہدی آج تک اور انشاء اللہ قیامت تک اس سلسلہ کو جاری رکھے گی۔

قرآن مجید میں ذکر اللہ کے خاص اوقات کے تعلق سے جو الفاظ آئے ہیں، وہ ان آیات میں موجود ہیں۔

(۱) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (سورہ آل عمران آیت ۴۱)

ترجمہ: اور (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔

(۲) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (سورہ الدہر آیت ۲۵)

ترجمہ: اور صبح وشام اپنے رب کا ذکر کیجئے۔

(۳) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (سورہ الاعراف آیت ۲۰۵)

ترجمہ: اور آپ اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ الفاظ (ذکر) کو پکار کر نہیں، صبح اور شام یعنی علی الدوام یاد کرتے رہئے اور غافل نہ ہو جایئے۔

(۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(سورہ الاحزاب آیت ۴۱، ۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

(۵) فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ (سورہ الروم آیت ۱۷)

ترجمہ: تو تم اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر بھی اور جب دو پہر ہو۔

(۶) وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ

(سورہ الکہف آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کیجئے جو صبح وشام (علی الدوام) اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہیں۔

نوٹ: اس آیت میں یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ آیا ہے۔ اس کا مطلب ''اور اس (اللہ) کے دیدار کے طالب ہیں۔ وہ چاہتے ہیں اللہ کا چہرہ

(۷) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآیِٔ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰى

(سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰)

ترجمہ: پس آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور رات کی ساعتوں میں تسبیح کیجئے اور دن کے اول وآخر میں بھی تا کہ آپ خوش ہو جائیں۔

مذکورہ بالا (قبل طلوع وغروب شمس یعنی صبح وشام کے) خاص اوقات کے تعلق سے جو آیات آئی ہیں تو یہ صرف ذکر اللہ کرنے کے ہی اوقات ہیں اس وقت اگر کھانا کھانے کی اجازت مل جاتی ہے تو اس کے علاوہ کئی دوسرے کام کرنے کی گنجائش فراہم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس وقت کی اہمیت مفہوم حدیث شریف سے واضح ہو رہی ہے ''فجر تا طلوع آفتاب تک اور عصر تا

غروب آفتاب تک ذاکرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھنا مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (کحل الجواہر)

ایک اور حدیث شریف کا مفہوم یوں بھی ہے کہ جب ایک جماعت ذکراللہ میں بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو ڈھانک لیتے ہیں یا گھیر لیتے ہیں۔

مذکورہ احادیث شریفہ سے معلوم ہورہا ہے کہ ذکر کے لئے نشست ضروری ہے۔ بصدقۂ مہدی موعودؑ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے ان احکامات پر خاص طور پر طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے ذکراللہ کی قید نشست کے ساتھ پابندی کا عمل جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

دوسری مثال اردو روزنامہ منصف ۳۱/ڈسمبر ۲۰۱۰ء جمعہ ایڈیشن ''مینارۂ نور''

سوال : اکثر مصلیوں کی جیب میں سیل فونس ہوتے ہیں۔ جس سے وہ نماز سے قبل اکثر بند کرنا بھول جاتے ہیں۔ اور سیل فونس کی گھنٹی نماز کی حالت میں بجنے لگتی ہے کیا نماز کی حالت میں اس کو بند کیا جاسکتا ہے، یا پھر اس کو اسی طرح رہنے دیا جائے۔ جس سے دوسرے نمازیوں کو ناگواری محسوس ہوتی ہے؟

جواب: ''نماز میں کسی ضرورت کے لئے ایسے عمل کی اجازت ہے جو عمل کثیر کے دائرہ میں نہیں آتا ہو خاص کر اگر اس سے نماز میں خلل واقع نہ ہوتا ہو، حضرت ابوذر غفاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سجدہ گاہ کی کنکری ہٹانے کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ سے فرمایا کہ اگر اس پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ایک دفعہ میں کنکری کو ہٹادے، فقہاء نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عمل قلیل نماز میں جائز ہے۔ اگر اس کا مقصد نماز کی اصلاح ہو۔ لان فی اصلاح صلاہ (دیکھئے ''البحرالرائق: ۳۵/۱، ہدایہ ۱۲۰/۱) اور

احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے عمل کو عمل قلیل قرار دیا گیا ہے جو ایک ہاتھ سے ہوجائے اور ایک بار میں ہوجائے۔اس لئے اگر ایک ہاتھ سے موبائل بند کردیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا بہتر ہے' کیونکہ اس سے صرف ایک شخص کی ہی نہیں بلکہ تمام نمازیوں کی نماز خلل سے محفوظ ہوتی ہے۔اس کے علاوہ نمازیوں کو چاہئے کہ وہ اس بات پر پورا دھیان رکھیں کہ نماز شروع ہونے سے پہلے ہی فون کو بند کرلیں۔''

جواب دینے والے رحمانی کی دی ہوئی ایسی اجازت اگر عام ہوجاتی ہے تو مُصلّیوں کو اس بات کی اجازت مل گئی کہ وہ حالت نماز میں حرکتیں کرتے رہیں۔ مستثنٰی بات کو عمومیت کے دائرہ میں لانا کہاں تک درست ہے۔؟

ہم قوم ہیں نہ کہ فرقہ

آگے بڑھنے سے پہلے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ مہدوی قوم ہیں نا کہ فرقہ اور مہدوی' مہدوی ہیں ''سنی''،''سنی مہدوی'' یا ''سنیوں کا ایک حصہ'' یا ''ہم اصلی سنی ہیں'' وغیرہ الفاظ کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حسب ارشاد اس قوم کو لایا اور قوم فرمایا جس سے وہ خود محبت کرتا ہے اور یہ قوم اس سے محبت کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی ''قوم'' فرمایا۔مہدی موعود علیہ السلام نے قوم اور گروہ فرمایا۔ ہمارے بزرگوں نے قوم کا لفظ اور گروہ مقدسہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس طرح ہم صرف قوم ہیں یا گروہ ہیں فرقہ ہرگز نہیں ہیں۔

القرآن والمہدیؑ

امام بغویؒ نے اپنی تفسیر ''معالم التنزیل'' میں اللہ تعالیٰ کے قول یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم (مومنو تم اپنی فکر کرو) کے تحت لکھا ہے کہ

☆ بعض آیات ایسی ہیں جن کی تاویل ان کے نازل ہونے سے پہلے واقع ہو چکی ہیں۔

☆ اور بعض آیات ایسی ہیں کہ جن کی تاویل عہد نبوی ﷺ میں واقع ہو چکی ہیں۔

☆ اور بعض آیات ایسی ہیں کہ جن کی تاویل نبی ﷺ کے کچھ عرصہ بعد واقع ہوئیں۔

☆ اور بعض آیات ایسی ہیں کہ جن کی تاویل آخری زمانہ میں ہوں گی۔

حضرت بندگی میاں شیخ علائیؒ خلیفہ حضرت بندگی میاں لاڑ شاہؓ نے امام بغویؒ کی تفسیر کے تحت ان آیات کے تعلق سے تفسیر بیان فرمائی ہے۔ مزید تحریر فرمایا ہے کہ

فسوف یاتی اللہ بقوم............ الخ سے زمانہ مستقبل میں کسی کو لانا مراد ہے۔ اور اگر زمانہ مستقبل میں لانا اور پیدا کرنا مراد نہ ہو تو اشکال (یعنی بظاہر جس کے قبول کرنے میں پس و پیش یا تامل ہو) وارد ہوتا ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں تو یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ

لعل الراد منه القوم المهدی (شائد کہ اس سے مراد مہدیؑ کی قوم ہے)

ثلة من الاولین وثلة من الآخرین کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ دونوں گروہ میری اُمّت سے ہیں'' پس وہ گروہ جس کے لانے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ یہی گروہِ مہدیؑ ہے۔

حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندیؒ نے اپنے رسالہ ہژدہ آیات میں ان اٹھارہ آیات کی نشان دہی فرمادی ہے جن میں کی دس آیات حضور مہدی علیہ السلام سے متعلق ہیں، اور آٹھ آیات قوم مہدی سے متعلق ہیں۔ اب آیئے ان دس آیات کو پڑھئے جو اشارتاً ذاتِ مہدی موعودؑ کے لئے ہیں۔

(۱) ترجمہ: اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں تو ابراہیمؑ نے اس کو

پورا کر دکھایا۔ اللہ نے فرمایا میں بنانے والا ہوں تجھ کو لوگوں کا امام ابراہیمؑ نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنائیو) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۴)

حضرت مہدی موعودؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''اللہ نے مجھے حکم کیا ہے کہ وہ مسلم امام جس کی ابراہیمؑ نے اپنی ذریت (اولاد) میں سے ہونے کے بارے میں دعا کی ہے وہ فقط تیری ذات ہے نہ کہ کوئی اور

(۲) ترجمہ: اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو' تو (اے محمدؐ) کہہ دے میں نے اپنی ذات اللہ کے حوالے کردی اور وہ بھی اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کردے گا جو میری پیروی کرنے والا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۲۰)

مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ نے مجھے فرمایا کہ یہ من (من اتبعنی میں آیا ہے) خاص ہے اس سے مراد صرف تیری ذات ہے کوئی اور نہیں۔

(۳) ترجمہ: اور یہ قرآن وحی کے ذریعہ مجھ پر اتارا گیا تاکہ اس کے ذریعہ میں تم کو ڈراؤں اور (اسی طرح) وہ بھی ڈرائے گا جس کو یہ قرآن پہنچے۔ (سورہ انعام آیت نمبر ۱۹)

امامنا علیہ السلام نے فرمایا (اللہ کا ارشاد ہے کہ) جو من خاص ہے مراد فقط تیری ذات کے کوئی اور نہیں۔

(۴) ترجمہ: اے نبیؐ کافی ہے اللہ تیرے لئے اور اس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے مومنین سے امامنا علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ من خاص ہے اور اس سے مراد فقط تیری ذات ہے نہ کہ تیرا غیر (سورہ انفال آیت نمبر ۶۴)

(۵) ترجمہ: پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی حکمت والے باخبر کی طرف سے۔

(سورہ ہود آیت نمبر ۱)

حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں محمدؐ کی زبان سے پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی اس کی آیتیں مہدی کی زبان سے حکیم وخبیر کی جانب سے۔

(۶) ترجمہ: پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے حجت پر (سورہ ہود آیت نمبر ۱۷)

مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مـــن خاص ہے اور اس سے مراد فقط بحکم خدا میری ذات ہے کوئی اور نہیں۔

(۷) ترجمہ: اے محمدؐ آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں (مخلوق کو) اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع (بھی بلائے گا)۔ (سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۸)

فرمان مہدی موعود علیہ السلام اللہ نے مجھے حکم کیا ہے کہ من اتبعنی کا من خاص ہے اور اس سے فقط تیری ذات مراد ہے اس میں غیر شریک نہیں۔

(۸) ترجمہ: پیدا کیا انسان کو اس کو بیان کی تعلیم دی۔ (سورہ رحمٰن آیت نمبر ۳ اور ۴)

فرمان مہدیؑ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے الانسان سے مراد تیری ذات ہے۔

(۹) ثم ان علینا بنیانہ ترجمہ: پھر ہمارے ذمہ اس (قرآن) کا بیان۔

(سورہ قیامۃ آیت نمبر ۱۹)

مہدی موعود علیہ السلام نے بحکم خدا فرمایا تحقیق ہمارے ذمہ قرآن کا بیان یعنی مہدی موعودؑ کی زبان سے اور وہ تیری ذات ہے یعنی ہم کو تجھ پر لازم گردانا اس کا بیان۔

نوٹ: اس آیت سے پہلے ارشاد باری تعالیٰ ہے انا علینا جمعه و قرانه ترجمہ: اس قرآن کا پڑھانا اور جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ: اور اختلاف نہیں کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی مگر بعد اس کے کہ اُن کے

پاس بینہ آیا۔(سورہ بینہ آیت نمبر۴)

مہدی موعودؑ نے فرمایا اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے مراد جن کو کتاب دی گئی تیرے زمانے کے علماء ہیں اور بینہ سے مراد مہدی موعودؑ ہے وہ تیری ذات ہے۔

یہ تو تھیں وہ دس آیات جس میں خاص طور پر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور مابقی آٹھ آیات قوم مہدیؑ سے متعلق ہیں۔

(۱) ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور لیل ونہار کی گردش میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر۴)

فرمان مہدی علیہ السلام: ''مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس قوم سے مراد فقط تیری قوم ہے کوئی اور نہیں۔

(۲) ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایک قوم کو لائے گا جس سے وہ محبت کرے گا اور وہ قوم اللہ سے محبت کرے گی۔(سورہ المائدہ آیت نمبر۵۴)

فرمان مہدیؑ: ''مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس قوم سے مراد فقط تیری قوم ہے کوئی اور نہیں''۔

(۳) ترجمہ: اگر یہ کافران (قرآنی خبروں) کا انکار کریں تو ہم نے مقرر کیا ہے ایک قوم کو ان (قرآنی خبروں) کا انکار کرنے والی نہیں ہے۔(سورہ الانعام آیت نمبر۸۹)

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس قوم سے مراد فقط تیری قوم ہے کوئی اور نہیں۔

(۴) ترجمہ: پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے منتخب کرلیا ہے اپنے

بندوں میں سے بعض ان میں کے ظالم النفس ہیں۔ (سورہ فاطر آیت نمبر ۳۲)

فرمان مہدی موعودؑ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وارثین کتاب سے مراد تیری قوم ہے فقط ان کے سوائے کوئی اور نہیں۔

(۵) ترجمہ: یعنی اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تمہارے بدلے ایک قوم کو لائے گا تمہارے سوائے۔ (سورہ محمد آیت نمبر ۳۸)

فرمان مہدی موعودؑ "اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اس قوم سے مراد فقط تیری قوم ہے کوئی اور نہیں۔"

(۶) ترجمہ: اور تھوڑے آخرین میں سے۔ (سورہ واقعہ آیت نمبر ۱۴)

فرمان مہدی موعودؑ اللہ کا مجھے حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے فرمان "اور ایک جماعت ہے اولین میں سے" اس امت کے اگلے لوگ مراد ہیں وہ نبی کے اصحاب اور تابعین ہیں اور اللہ کے قول اور ایک جماعت آخرین میں سے۔ اس سے امت کے پچھلے لوگ مراد ہیں اور فقط تیری قوم ہے۔

(۷) ترجمہ: ایک جماعت ہے آخرین میں سے (سورہ واقعہ آیت نمبر ۱۹)

فرمان مہدیؑ: "مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول اور ایک جماعت ہے اولین میں سے اس امت کے اگلے لوگ مراد ہیں۔ اور وہ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے تابعین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اور ایک جماعت ہے آخرین کی سے اس امت کے پچھلے لوگ مراد ہیں۔ اور وہ فقط تیری قوم ہے۔

(۸) ترجمہ: اور بھیجا آخرین میں انہی میں سے جو امیین سے نہیں ملے ہیں۔

(سورہ جمعہ آیت نمبر ۳)

فرمان مہدی موعودؑ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے و آخرین منھم سے مراد فقط تیری قوم ہے اور رسولا منھم سے مراد تیری ذات ہے۔

آیات قرآنیہ کے بعد اب آیئے چند حدیثوں کا مفہوم۔ فرمایا حضور پرنور ﷺ

نوٹ: احادیث کے حوالے کے لئے دیکھئے قومی کتب مثلاً "شواہد الولایت" وغیرہ

مفہوم حدیث شریف میری امت کے ہر سو سال کے سرے پر ایک شخص پیدا ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا پس دسویں صدی کے آخری سو سال میں سوائے مہدیؑ کے کوئی مجدد نہیں ۔آ منا وصدقنا حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی مبارک پیدائش ۸۴۷ھ کی ہے

پہلا دعویٰ غیر موکد : بمقام کعبۃ اللہ رکن ومقام کے درمیان ۹۰۱ھ

دوسرا دعویٰ غیر موکد : بمقام احمد آباد تاج خاں سالار کی مسجد میں ۹۰۳ھ

تیسرا دعویٰ موکد : بمقام بڑلی گجرات میں ۹۰۵ھ

وصال مبارک : بمقام فرح مبارک افغانستان ۹۱۰ھ

آپ علیہ السلام اپنی آخری سانس تک اپنے دعوئ مہدیت پر قائم رہے۔

تائب مدعیانِ مہدیت

جبکہ آپ سے پہلے ۹ بزرگوں نے دعوئ مہدیت تو کیا تھا جو درج ذیل دنوں سے زائد تک نہیں رہا۔ جب حقیقت حال کا علم ہوا تو ان بزرگوں نے اپنے دعویٰ سے دستبرداری اختیار کر لی۔

(۱) حضرت خواجہ حسن بصریؒ (۲۰) روز

(۲) حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ (۲۰) روز

(۳) حضرت خواجہ عثمان مغربیؒ (۱۲) روز

(۴) حضرت خواجہ حسن نوریؒ (۵) روز

(۵) حضرت شیخ عبداللہ خفیفؒ (۱۵) روز

(۶) حضرت شیخ عیسیٰؒ چندروز

(۷) حضرت سید محمد صاحب گیسودراز بلند پروازؒ چندروز

(۸) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ چندروز

(۹) حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی مبشر مہدی بہ پہلوان دینؒ چندروز

ان کے علاوہ دو اور نام بھی ملتے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ ادریس رومیؒ چندروز

(۲) حضرت سید محمد نور بخشؒ چندروز

لیکن حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی واحد پرنور ہستی تھی جو آخری سانس تک اپنے دعوئ مہدیت پر قائم تھی۔ آمنا وصدقنا

(۲) مفہوم حدیث: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''مہدی مجھ سے ہے پیروی کرے گا میری کامل طور پر، بے شک میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔''

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضور پرنور ﷺ کی بے خطا پیروی کی تھی۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (مہدی) ہمارے غیروں سے نہیں بلکہ ہم میں سے ہے ختم کرے گا اللہ اس سے دین کو جیسا کہ شروع کیا اس کو ہم سے

(۴) حضرت مہدی موعود علیہ السلام قبل از قیامت ہونے والی علامات صغریٰ یعنی نشانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ ارشاد حضور پرنور ﷺ ہے کہ

''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بھیجا حق کے ساتھ کہ اس امت کا مہدی اس سے (فاطمہؓ) سے ہوگا۔ جبکہ دنیا ہوجائے گی غال وغول اور فتنے ظاہر ہوجائیں گے اور راستے کٹ جائیں گے ایک دوسرے پر لوٹ مار کریں گے۔ پس نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا

''پس بھیجے گا اللہ ایسے وقت اس (فاطمہؓ) کی اولاد سے اس شخص کو جو

فتح کرے گا گمراہی کے قلعوں کو اور بند دلوں کو۔ وہ دین کو آخری زمانہ میں قائم کرے گا جیسا کہ قائم کیا میں نے اس کو اول زمانے میں''

فرمان کے اس آخری حصہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ مہدی موعودؑ کی آمد کے بعد دین کا اختتام ہوگا جس کے عرصہ دراز کے بعد قیامت آئے گی۔ چنانچہ امامنا کی تشریف آوری کے بعد پانچ صدیاں بیت گئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کب ہوگا اور قیامت کب آئے گی، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات کبریٰ یعنی قیامت قریب ہونے والی بڑی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ دس نشانیاں یہ ہیں۔

آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (عیسیٰ کا نزول اس کے بعد ہے) حدیث مسلم جو حذیفہؓ بن اسید غفاریؓ روایت کی گئی ہے حذیفہؓ کہتے ہیں ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم سبھوں نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت ہرگز برپا نہیں ہوگی اس وقت کہ دیکھ لیں تم اس سے قبل دس نشانیاں پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

(۱) ایک دخان دھویں کا (۲) دجال کا (۳) دابۃ الارض کا (۴) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونے کا (۵) عیسیٰ بن مریم کے نازل ہونے کا (۶) یاجوج ماجوج کے آنے کا (۷) تین خسوف یعنی زمین کے زلزلے، اہل زمین کے زمین میں دھنس جانے کا (۸) ایک خسف مشرق کا، ایک مغرب کا، ایک جزیرہ عرب کا (۹) اس کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو ان کی حشر گاہ کی طرف ہانک لے جائے گی۔ (۱۰) یہ ہوگی جو لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی۔

(دیکھئے رسالہ خلاصۃ الکلام حضرت بندگی میاں شیخ علائی شہیدؒ خلیفہ حضرت بندگی میاں لاڑ شاہؒ)

قارئین غور فرمائیے قیامت سے ایک عرصہ پہلے مہدی موعودؑ کے تشریف لانے کا ذکر آ گیا، پھر دین کا اختتام بھی آپ کی ذات سے ہی ہوگا اس بات کا بھی ذکر آ گیا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دنیا ہی ختم ہو جائے گی اس فرق کو محسوس کر لیں تو اس غلط فہمی کا ازالہ منکرین مہدیؑ کو ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خیالی مہدی دونوں ایک زمانہ میں نہیں آئیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے خیالی مہدی کی اقتداء نہیں کریں گے وغیرہ۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ارشاد حضور ﷺ ہے کہ ایک ہی وقت میں دو آدمی خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ کریں تو ان میں کے آخر کو ختم کر دو۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے تو لوگوں نے آ کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس وقت ایک اور صحابیؓ رسول نے بھی لوگوں سے کہا کہ مجھ سے بیعت کرو تو لوگوں نے بجائے بیعت کرنے کے آپؓ کو قتل کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک وقت میں خلیفۃ اللہ بھی ایک اور ایک وقت میں خلیفۂ رسول ﷺ بھی ایک۔

مہدی موعود علیہ السلام کی شان اس حدیث شریف سے بھی ظاہر ہو رہی ہے فرمایا حضور پرنور ﷺ نے۔

مفہوم حدیث: مہدی کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا وہ غرق ہو گیا۔

الغرض صاحب کتاب ''شواہد الولایت'' نے مہدی موعودؑ کے تعلق سے سات سو احادیث ہونے کی بات ارشاد فرمائی تھی۔ بعد کے ناقلین نے مہدی موعودؑ کے تعلق سے احادیث کو گھٹانا شروع کر دیا۔ آج ہم اگر احادیث بابت مہدیؑ کو دیکھنا چاہیں تو اتنی احادیث نہیں ملیں گی۔ حدیثوں کا کم کرنا یا حذف کر دینا مہدی موعودؑ سے عناد و مخالفت اور انکار کی وجہ سے ہے یہ

ایسا گناہ ہے جو ان احادیث کو حذف کرنے والوں اور منکرین ومخالفین مہدیؑ کی گردن پر ہے۔
شیخ علی متقی (مفتری) کے تعلق سے حضرت بندگی میاں شاہ علائیؒ خلیفہ حضرت بندگی میاں لاڑ شہؒ نے فرمایا ہے کہ پھر جان کہ شیخ کا مقصد مخلوق کو قوم مہدیؑ کی موافقت سے ڈرانا اور ان کو (مخلوق کو) ان (مہدویوں) سے روگرداں کرانا ہے اور شیخ کو ایسا ہی کرنا تھا موافق قول اللہ تعالیٰ کے یہ (کفار) چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور اللہ کو تو اپنے نور کا پورا کرنا ہے اگر چہ برا لگے کافروں کو۔

مہدی موعودؑ کے تعلق سے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب یہ امام مہدی علیہ السلام نکلیں گے تو نہیں ہوں گے مہدیؑ کے دشمن مگر خصوصاً فقہا کیونکہ ان کی بزرگی باقی نہیں رہے گی۔ (خلاصۃ الکلام حضرت شیخ علائی شہیدؒ)

آمدِ مہدیؑ ونزول عیسیٰؑ سے قبل کی علامات

مزید ایک حدیث شریف بھی پڑھیئے۔

''وہ اُمت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں، میں ہوں آخر میں عیسیٰ بن مریمؑ اور درمیان میں مہدی میری اہل بیت سے ان کے درمیان ایک ٹیڑھی یا گمراہ جماعت ہے جو نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں''

مذکورہ حدیث پڑھنے سے پہلے علامہ سعد الدین اہل تفتازانؒ نے اپنی کتاب ''شرح عقائد'' میں لکھدیا تھا کہ عیسیٰ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور ان کی امامت کریں گے اور مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتداء کریں گے۔ لیکن بعد میں علامہ سعد الدین اہل تفتازانؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا اور اپنی دوسری کتاب ''شرح مقاصد'' میں یوں تحریر فرمایا کہ

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتداء کریں گے یا مہدی عیسیٰؑ کی اقتداء کریں گے ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں پس اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔

(ماخوذ از ''سراج الابصار'' مصنفہ حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندی عالم باللہؒ)

حسب ارشاد حضرت بندگی میاں سید یوسف بارہ بنی اسرائیلؒ سیرت مہدیؑ ہی مہدی موعودؑ کے مہدیؑ ہونے کا ثبوت ہے۔فرامین اور سیرت کے تعلق سے بھی پڑھئے۔آپ وہی فرماتے تھے جو آپ کی سیرت مبارکہ تھی۔

شانِ مہدیؑ

☆ مہدی موعودؑ کا صدقہ و طفیل ہے کہ ہزار مہینوں کی ایک رات یا تیس ہزار دنوں اور تیس ہزار راتوں کی ایک رات کی برکتیں اور فضیلتیں مہدویوں کو میسر آتی ہیں۔جبکہ غیر ابھی تلاش میں سرگرداں ہیں اور تصدیق سے محرومی کی وجہ سے ایسی ہی کئی اور فضیلتوں سے محروم ہیں۔مثلاً بعض کے پاس رمضان کی ستائیسویں رات کو شب قدر ہے، لیکن ہماری طرح فرض جان کر یا مان کر نہیں پڑھتے۔

☆ مہدی موعودؑ نے فرمادیا کہ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔

☆ مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ احادیث میں اختلاف ہے کسی بھی حدیث کو قرآن سے ملاؤ یا اس بندہ کے عمل سے ملاؤ قرآن سے یا بندہ کے عمل سے موافق پاؤ تو لے لو ورنہ مت لو۔

☆ مہدیؑ کے غلاموں میں آج بھی نمازیں پڑھانے کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا جو خدا کے فضل ہی سے ممکن ہے۔اور مصدقین اپنی نمازیں بناء کھجلی، پورے خشوع و خضوع سے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

☆ نوافل، اوراد اور وظیفے، چلّے وغیرہ کی ممانعت فرما کر ذکر دوام کا حکم دیا۔اسی لئے عمرہ جیسی نفل عبادت کے بجائے فرض حج کی ادائیگی صاحبانِ استطاعت کی طرف سے جاری ہے۔

☆ باطنی بتوں کو پاش پاش کر دینا مہدی موعودؑ کے صدقہ و وسیلہ سے ہی آتا ہے۔

☆ اما منا علیہ السلام نے شیطان و یزید پر لعنت کرنے کی ممانعت فرمادی۔

☆ امت محمدیہ ﷺ پر انعامات خداوندی بذریعہ مہدی موعودؑ ہوئے مثلاً آپ علیہ السلام نے صرف فرض نمازوں اور سنت ہائے موکدہ کی ادائی کا حکم فرمایا۔

☆ دافع ہلاکت امت علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے سے منع فرمادیا۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے (نماز) استسقاء کے۔ (''جواہر التصدیق'' حضرت میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ)

نوجوانو! نماز استسقاء اس وقت پڑھی جاتی ہے جبکہ بارش نہ ہوتو بارش کی دعاء اس نماز کے ذریعہ مانگتے ہیں کیونکہ حکم خداوندی ہے'' پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے پوشیدہ' بے شک وہ دوست نہیں رکھتا حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔

☆ مہدی موعودؑ کا یہ صدقہ بھی ہم کو نصیب ہے کہ ہم اپنی میتوں کے ساتھ خاموش اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ اس طرح میت کے ساتھ آواز سے کچھ پڑھنا یعنی مکروہ تحریمی (حرام کے قریب) سے اللہ نے بچالیا۔

☆ مہدی موعود علیہ السلام نے غافل کرنے والی چیزوں مثلاً کتب بینی' قصے کہانیوں حتیٰ کہ تفسیروں سے بھی منع فرمادیا۔ بزرگوں کے تذکروں یا دینی حکایتوں سے افضل ذکر اللہ ہوتا ہے یہ بات بھی حضور مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے معلوم ہوئی۔

☆ قرآن میں لفظ حلالاً طیباً آیا ہے مہدی موعودؑ نے فرمایا۔ (مفہوم فرمان)

''طیب وہ ہے جو بنا اطلاع' از غیب اور اچانک پہنچ جائے چاہے نقد و جنس ہو یا روپیہ وغیرہ اس طرح نظر سیدھی اللہ کی عطا پر جاتی ہے۔''

آپ نے فرمایا'' حلال طیب پر حساب نہیں حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے''

☆ مہدی موعودؑ نے ہمیشہ عالیت پر چلنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ رخصت کا عمل آپؑ کو ناپسند تھا اس لئے بعد کے بزرگوں نے ہمیشہ عالیت پر نظر رکھی۔

☆ مہدی موعودؑ نے منکرانِ مہدیؑ کی اقتداء کرنے سے منع فرمادیا اس طرح مصدقین کی نمازیں ضائع ہونے سے محفوظ ہوگئیں۔

☆ صدقۂ مہدی موعودؑ یہ بھی ہے کہ حضور مہدی موعودؑ کی ایک نظر ہزار سالہ مقبولہ عبادت سے بہتر ہے۔

☆ مہدی موعودؑ نے مصدقین کو بلائے کرامت سے بچانے کی دعا فرمائی جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی۔ بفضل خدا آج بھی مصدقین کرامتیں بتلانے کی اہلیت رکھنے کے باوجود کرامتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ کیونکہ کرامت کو ملامت فرمادیا گیا۔ مہدی موعودؑ نے کرامت کے بجائے کریم (ذات خداوندی) کو حاصل کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی۔

☆ غیروں کی طرف سے ایک اصطلاح ''بدعت حسنہ'' اکثر سننے یا پڑھنے کو ملتی ہے۔

امامنا علیہ السلام نے فرمایا ''کوئی فعل، افعال حسنہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ سے پوشیدہ نہیں رکھا وہ کونسا حسنہ ہوسکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اور وہ حسنہ ہو۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ''(مہدی) نہ چھوڑے گا وہ کسی بدعت کو زائل کئے بغیر اور نہ کسی سنت کو قائم کئے بغیر۔''

☆ بصدقۂ مہدی موعودؑ مہدوی کی میت انتقال سے پہلے بھی روبہ قبلہ رہتی ہے یا سرہانے قبلہ کی سمت ہوتی ہے اور پائیں مشرقی جانب۔ انتقال کے بعد میت کو شمالاً جنوباً رکھا جاتا ہے۔ اس طرح چہرہ قبلہ کی طرف ہی رہتا ہے جبکہ مخالفین کے پاس چہرہ قبلہ کی طرف رکھا جاتا ہے لیکن ساتھ ساتھ پیر بھی اسی جانب رہتے ہیں البتہ سر کو اونچا رکھا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا منشاء قبلہ کی طرف پیر کرنا نہیں ہوتا البتہ چہرہ کو سمت قبلہ رکھنے کی کوشش میں پیر بھی قبلہ کی طرف ہوجاتے ہیں۔

☆ بصدقۂ خاتمین پاکؑ مہدوی کی نماز انہماک اور خشوع و خضوع سے ادا ہوتی ہے کیونکہ دوران نماز ہم میں جسم کھجانے کا چلن نہیں ہے اللہ تعالیٰ (کی ذات سے امید ہے کہ) ہماری نمازیں قبول فرمالیتا ہے۔

صدقاتِ امامناؑ

بذریعہ فرامین مبارکہ

(۱) **نور ایمان کافی ہے:** معنیٔ قرآن کو سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے۔

(۲) **باعمل مقبول، بے عمل مردود:** اگر اس بندہ کا پوست بھی پہن لو گے، ہرگز دوزخ سے نجات نہ پاؤ گے جب تک کہ (بندہ کے بتلائے ہوئے پر) عمل نہ کرو گے۔

(۳) **تاکید ذکر اللہ:** جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر کے ساتھ رہو۔

(۴) **دست بہ کار، دل بہ یار:** دست بہ کار (یعنی ہاتھ کام میں) دل بہ یار (یعنی دل اللہ کی یاد میں مصروف یا اللہ کے ساتھ)

(۵) **برکت آمد مہدیؑ:** بندہ کے آنے سے دل روشن ہوئے، کثرت عمل یا گفتار سے نہیں۔

(۶) **مہدوی قیامت تک رہیں گے:** مہدیؑ اور مہدویان قیامت تک رہیں گے (یعنی مہدیؑ کا فیض نظر اور صدقہ اور مہدویان قیامت تک رہیں گے)

(۷) **مصدق نابینا نہیں ہوتا:** جو ہمارے ہیں نابینا (خدا کے دیدار سے اندھے) نہیں مریں گے۔

(۸) **اہمیت ذکر خفی:** حضرت مہدی موعودؑ نے ذکر خفی کرنے کا حکم دیا یعنی زبان کو حرکت دیئے بنا صرف سانسوں کے ذریعہ۔

نوٹ: ذکر خفی کا طریقہ اپنے اپنے مرشدین سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

(۹) **ایمان مجذوبوں میں رہ گیا تھا:** خدائے تعالیٰ نے اس بندہ کو مہدی مقرر کر کے

اس وقت بھیجا کہ ساری دنیا سے دین اٹھ گیا تھا۔ البتہ مجذوبوں میں باقی رہ گیا تھا۔

(۱۰) **کمال کی دلیل:** خود کو غریب کہنا (کہنے والے صاحب کے) کمال کی دلیل ہے۔

(۱۱) **دل کی پاکی بہت بڑی بات ہے:** دل کو پاک کر کپڑوں کو دھو یا نہ دھو، کیونکہ سفید کپڑوں پر نجات نہیں، اس خواب غفلت میں نہ رہ۔

(۱۲) **مہدی کا آنا کب ہوا؟:** مہدیؑ کو خدائے تعالیٰ نے اس وقت بھیجا کہ دین کا باطن دنیا سے اٹھ گیا تھا دین کا باطن تین چیزوں سے چلا جاتا ہے رسم، عادت اور بدعت

(۱۳) **اللہ کی امان:** نادار (انتہائی مفلس و مسکین) اللہ کی امان میں ہے۔

(۱۴) **تعلیم بلا واسطہ:** تعلیم دیا گیا ہوں اللہ سے بغیر کسی واسطے کے ہر روز

(۱۵) **فرعون کی طرح پرورش نہ ہو:** جب آپؑ کو معلوم ہوتا کہ کسی کے پاس ایک وقت سے زیادہ دوسرے وقت کی غذا موجود ہے تو فرماتے "ہوشیار ہو جاؤ" کہیں خدائے تعالیٰ تمہاری پرورش فرعون کے جیسی نہ کرے۔

(۱۶) **مہدی موعودؑ کا ناصر خدا ہے:** مہدی موعودؑ نے فرح مبارک میں میر ذوالنون سے فرمایا مہدی کا ناصر خدا ہے، تو تلوار کو اپنے نفس پر مار تا کہ تجھے گمراہی میں نہ ڈالے۔

(۱۷) **روزہ نہ توڑو، تم طالب خدا ہو:** ایک صاحب روزہ کی حالت میں پیاس کی شدت کے مارے بے حال ہو کر چاہا کہ روزہ توڑ دیں اماماً نے روزہ توڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا پانی کی پیاس کی وجہ سے روزہ نہ توڑو کیونکہ تم طالب خدا ہو۔

(۱۸) **مومن صبح و شام اللہ کی طرف متوجہ رہے:** مومن وہ شخص ہے جو ہر حالت میں صبح و شام اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

(۱۹) **ذاکرین کے مدارج:** تین پہر کا ذکر کرنے والا منافق، چار پہر کا ذاکر مشرک، پانچ

پہر کا ذاکر مومن ناقص، آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہے۔

(۲۰) لا الٰہ الا اللّٰہ کا قرار پکڑنا: لا الہ الا اللّٰہ کسی کے دل پر اتنی مقدار میں ٹھہر جائے (جس طرح کہ) کوئی شخص مونگ کا دانہ گائے کی سینگ پر ڈالے اور آواز کرے اس کا کام تمام (مکمل) ہو جائے۔

(۲۱) طالب صادق: جس کی صحبت فرض: طالب صادق وہ ہے جس نے اپنے دل کے رخ کو غیر سے پھیر لیا ہے اور اپنے دل کے رخ کو خدا کی طرف لایا ہے اور ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کیا ہے اور خود سے باہر آنے یعنی خودی کو میٹنے کی ہمت کرتا ہے۔ ایسے شخص پر بھی (امامنا علیہ السلام) نے ایمان کا حکم فرمایا ہے۔

(۲۲) مہدی موعودؑ کو منجانب اللّٰہ تعلیم بلا واسطہ: میں بلا واسطہ اللّٰہ سے ہر روز تعلیم پاتا ہوں، بندہ کا حال ہے۔

(۲۳) شان مہدیؑ: میری تصدیق کی نشانی یہ ہے کہ نامرد، مرد ہوتا ہے یعنی طالب دنیا، طالب ذات خدائے تعالیٰ ہوتا ہے اور بخیل، سخی ہوتا ہے یعنی جو شخص خدائے تعالیٰ کی راہ میں ایک دینار نہیں دے سکتا اپنی جان خدا کے حوالے کر دیتا ہے اور اُمّی عالم ہوتا ہے یعنی جو ایک حرف نہیں جانتا (تصدیق کی برکت سے) قرآن کے معنی بیان کرتا ہے۔

حاتم بخیل تھا اس نے اپنی ذات خدا کے حوالے نہیں کی یعنی اپنی ہستی و خودی سے نکل کر درجہ فنا حاصل نہیں کیا تھا۔ نوشیروان ظالم تھا کہ اس نے اپنی ذات سے انصاف نہ کیا، انصاف یہی ہے کہ حضرت رسول اللّٰہ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر آپؐ کے بتائے ہوئے پر اپنی ذات سے عمل کرنا تھا۔

نوٹ: حاتم سخاوت میں اور نوشیروان عدل و انصاف میں مشہور تھے۔ خلیفۃ اللّٰہ نے دونوں کی

حقیقت کو ظاہر فرما دیا۔

(۲۴) **طالب دنیا کافر ہے:** دنیا کا طالب کافر ہے۔ خدا کا طالب مومن اور خدا کو دیکھنا ممکن ہے۔

(۲۵) **اپنے وجود کی نفی:** گجراتی میں فرمایا

جہاں ہے ہے کر جان وہاں نہیں نہیں کر جان

جہاں نہیں نہیں کر جان، وہاں ہے ہے کر جان

(۲۶) **ایذا کا پہنچنا قرب خداوندی کی دلیل:** دین مہدیؑ (یعنی خدا طلبی) کے دشمنوں سے تکلیف اور رنج پہنچے تو جانو کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو یاد کیا ہے اور تم بندہ سے ہوٗ اور جب خلق سے فتوح زیادہ ہونے لگے تو جانو کہ تم خدائے تعالیٰ کی درگاہ سے فراموش ہو گئے۔ اور تم مجھ سے نہیں ہو۔

(۲۷) **ورد و ظیفے کرنے والوں اور عاملین کو سخت تنبیہ:** اگر کوئی شخص چلّے، ریاضتیں، بھوک اور برہنگی برداشت کرتا ہے اور اس کا مقصود دنیا ہے تو اس کی جگہ دوزخ کی آگ ہے ہمیشہ کے لئے۔

(۲۸) **دوزخی کون، جنتی کون:** بہشت اور دوزخ کی صفت لوگوں کے درمیان ہے جس کو حرص زیادہ ہوگی وہ دوزخی ہوگا اور جس کیلئے قناعت ہے وہ بہشتی ہے۔

(۲۹) **دین کے اصول:** دین کے یہ چھ اصول ہیں اول ترک دنیا، دوم گوشہ نشینی، سوم ذکر دوامٗ چہارم طلب خدائے تعالیٰ پنجم توکل تمام (برذات خدا) ششم منکر مہدی کو کافر جانے۔ فرمایا کہ یہ دین کے اصول ہیں باقی سب فروع ہیں۔

(۳۰) **سنت کس کو کہتے ہیں؟:** پیغمبر ﷺ کی سنت پیغمبر ﷺ کے عمل کو کہتے ہیں نہ کہ

گفتار (فرمائی ہوئی بات کو)

(۳۱) نیم مصدقین کے لئے: فرمایا ان بے ڈھنگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ جس شاخ پر بیٹھیں اس کو کاٹ دیں۔

(۳۲) درس بے نیازی: نہ کسی پر بار، نہ کسی سے کام نہ کوئی نظر میں۔

(۳۳) درس عفوو درگذر: فرمایا بعض اولیاء کی طبیعت سانپ اور بچھو کی جیسی تھی کیونکہ جو شخص سانپ اور بچھو کو مارتا ہے یا ایذا دیتا ہے تو وہ اسیوقت اس کو کاٹتے ہیں، بعضے اولیاءؒ ایسے تھے کہ کوئی شخص ان کو تکلیف دیا تو اس پر بددعا کا تیر چلاتے پیغمبروں اور کامل اولیاء کا طریق مچھلیوں کی طرح تھا، مچھلی کو کوئی شخص تکلیف دیتا ہے تو وہ خود اس سے دور ہو جاتی ہے اور پریشان نہیں کرتی، اس طرح پیغمبر اور کامل اولیاء تکلیف کو برداشت کرتے بلکہ تکلیف دینے والے کی بخشش چاہتے ہیں۔

(۳۴) کلمہ گو کی رعایت: جو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہتے ہیں ان سے جزیہ نہ لیں، ان کو بے گار نہ بنائیں نہ ان کی عورتوں پر بغیر نکاح تصرف کریں اس قدر حرمت کلمہ رکھنی چاہئے۔

نوٹ: کلمہ گویوں کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا، ان کی نیتوں کا کھانا یا ان کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرنا یا ان سے اپنے لئے دعا کروانا، وغیرہ ان سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ان میں شادی بیاہ ہو تو ان کو مہدوی بنانا ضروری ہے۔

(۳۵) انکار مہدی کی وجہ: حضرت میاں شیر ملکؓ نے حضرت مہدیؑ سے پوچھا کہ جو کچھ خوندکار فرماتے ہیں سب حق ہے پھر علماء کس لئے مخالفت کرتے ہیں، فرمایا کہ یہ لوگ ضعیف ہیں اگر ان میں قوت ہو تو مجھے سنگسار کریں کیونکہ دنیا مخالف علماء کی محبوب ہے جو

شخص کسی کے محبوب کو گالی دے تو کیوں اچھا معلوم ہو؟

(۳۶) انکار مہدیؑ کی ایک اور وجہ : فرمایا یہاں (مہدویت میں) تعین نہیں ہے نفس تعین پر آتا ہے۔

(۳۷) خدا سے خدا کو چاہ: فرمایا جو کچھ چاہتا ہے خدا سے چاہ، اگر نمک، پانی اور لکڑی چاہتا ہے تو خدا سے چاہ۔ ایک اور فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے بھی کچھ نہ مانگ، مانگنا ہے تو خدا سے خدا کی ذات مانگ۔ مزید فرمایا اگر آٹھ جنت بھی تجھ کو دیں تو راضی مت ہو، ان (جنتوں) کو چھوڑ دے بلند ہمت رکھ، اور دل کو حق تعالیٰ کی طرف لگا۔ تو قرب (اللہ تعالیٰ سے نزدیکی) کے کوہ قاف کا ہما ہے بلندی پر جا۔

(۳۸) علم کی زیادتی بگاڑ کا سبب: فرمایا جو شخص بہت سیاہی دیکھتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیز جو شخص بہت پڑھتا ہے ذلیل ہوتا اور دنیا کو طلب کرتا ہے اور جو شخص دنیا کو طلب نہیں کرتا اس میں غرور بہت ہوتا ہے۔ جو کچھ بندہ کہتا ہے ویسا ہی کرو یعنی خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ کی بینائی (دیدار) حاصل ہو۔

(۳۹) ہزار اشخاص میں سے ایک شخص خدا تک پہنچتا ہے: مہدی موعودؑ نے فرمایا'' ہزار طالبوں نے دنیا کو ترک کیا۔ بحکم خدا فرشتوں نے دنیا کو آراستہ کر کے دکھایا، نو سو طالبانِ خدا دنیا کی طرف متوجہ ہو گئے پھر بحکم خدا فرشتوں نے سو طالبانِ خدا کو آخرت دکھلائی، نوّد طالبوں نے آخرت کو اختیار کیا۔ پھر دس طالبوں نے کہا کہ ہم کو دنیا اور آخرت کی ضرورت نہیں۔ فرشتوں کو حکم خداوندی ہوا کہ ان پر بلاؤں کو مقرر کر دو، آٹھ طالب بھاگ گئے۔ دو طالب بچے تھے پوچھا گیا کہ کس واسطے (وسیلے یا ذریعہ) یہاں تک پہنچے۔ ایک نے کہا (غرور سے جواب دیا) کاملوں کے لئے واسطہ کی ضرورت کیا

ہے؟ یکا یک قدرتی طور پر مار پڑی اور اس شخص کو اسفل السافلین کے طبقہ میں ڈال دیا گیا دوسرے اور آخری شخص سے پوچھا گیا کہ کس واسطے (یا وسیلے) سے اس درگاہ کو پہنچا؟ اس طالب نے کہا اس درگاہ میں محض تری عنایت اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے پہنچا۔ اس طرح ہزار طالبانِ خدا میں سے ایک شخص خدائے تعالیٰ کو پہنچا۔"

(۴۰) بے نیازی: فرمایا بندہ اپنے کانوں سے جو کچھ خدا کی آواز سنتا ہے زبان سے ادا کرتا ہے۔ تم عمل کرو یا نہ کرو، تم جانو اور خدا جانے۔

(۴۱) ہر جا کہ باشید، بایاد خدا باشد: جہاں کہیں بھی رہو اللہ کے ذکر میں رہو، ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے۔ تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں۔

(۴۲) شکر کرنا: شکر (ش ک ر) کرنا، شرک (ش ر ک) کو ترک کرنا ہے۔

(۴۳) فرمایا ملامت کے جھاڑ و سفید پانی کے جھاڑ کے نیچے مت بیٹھو اگر کوئی ملامت کرے تو اس کا نقصان ہوگا وہ تمہارا نقصان ہے اور اس نقصان میں تم شریک ہوں گے۔ اسی طرح امامنا علیہ السلام نے آپ سے قبل کے گذرے ہوئے صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین کے طبقہ ملامتیہ کی نفی فرمادی جن کا خیال تھا کہ کوئی ایسی حرکت کی جائے جس سے لوگ ان سے دور ہو جائیں یا ان کو برا سمجھیں۔ طریق ملامت کا نقصان آپؑ نے یہ فرمایا کہ جس کا مفہوم یہ ہے لوگ جب تم کو برا کہیں گے تو ان کا وقت ذکر سے ہٹ کر تمہاری غیبت میں صرف ہوگا اور اس نقصان کے تم شریک ٹھیرو گے۔

(۴۴) مفہوم فرمان مہدیؑ یہ ہے کہ بے عمل کو مہدی علیہ السلام کا مبارک پوست بھی عذاب سے نہ بچائے گا۔

فرمایا "مہدیؑ بکری اور گائے کے چمڑے سے بخشوانے نہیں آیا"

حدود کسب اور آیات قرآنیہ

حضور پرنور امامنا میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے کاسبوں کے لئے دس حدود مقرر فرمائے ہیں وہ تمام آیات قرآنیہ سے مربوط وماخوذ ہیں۔ کاسب پر اللہ کا فضل ہوا اور وہ ان حدود کی پابندی کے ساتھ اپنا کسب جاری رکھا اور جب یہ کسب کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرے گا تو انشاء اللہ فقیری اس پر آسان ہوجائے گی۔ ویسے فقیری کے تعلق سے خیال ہوتا ہے کہ ''فولاد کے چنے'' ہیں لیکن باعمل کاسب انشاء اللہ بآسانی ان چنوں کو چبالے گا۔ پہلے حد بیان کی جائے گی اور پھر اس سے مطابقت کی آیت' یہ تفصیلات ہم نے حضرت پیر ومرشد میاں سید خدا بخش رشدی صاحب قبلہؒ کے رسالۂ شرح حدود کسب سے لئے ہیں۔

(۱) پہلی حد: کسب کرے' کسب پر نظر نہ کرے

ترجمہ آیت: اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو (جز ۱۱' رکوع ۱۴)

(۲) دوسری حد: پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرے:

ترجمہ آیت: اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور رکوع کیا کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ (جز ۱ رکوع ۵)

(۳) تیسری حد: ہمیشہ یاد خدا میں رہے:

(۱) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں بہترین نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے' جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے' بیٹھے اور لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں (جز ۴ رکوع ۱۱)

(۲) پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد کرتے رہو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (جز ۵ رکوع ۱۲)

(۳) اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (جز ۴، رکوع ۲)

آیات بالا کے لحاظ سے ذکر خدا ہمیشہ فرض ہے اور ذکر کثیر کے بغیر نجات کی امید نہیں ہے پس جو کسب ذکر کثیر سے مانع ہو وہ مومن کا کسب نہیں۔

(۴) چوتھی حد: حرص نہ کرے تھوڑی سی غذا اور ستر عورت پر اکتفا کرے

ترجمہ آیت: تم کو غفلت میں رکھا بہتات (زیادہ) کی حرص نے یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھ لیں (سورہ التکاثر)

(۵) پانچویں حد: جو کچھ رزق خدا دے اس کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں دے۔

ترجمہ آیت: جو کوئی لے کر آوے نیکی تو اس کے لئے اس کا (اجر) دس گنا ہے (جز ۸، رکوع ۷)

اس آیت شریفہ کے بموجب اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق جو شخص اپنی ہر نئی جائز آمدنی کا عشر کما حقہ یعنی پورا دسواں حصہ راہ خدا میں دے، اپنی اس خیرات کا دس گنا اجر پا کر مابقی رزق اس کے حق میں حلال طیب ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے محاسبہ (حساب کتاب) نہیں۔

اور جو عشر سے کم دے اس کا محاسبہ (حساب کتاب) اس کے ذمہ باقی رہتا ہے۔

اور عشر سے زائد مقدار کا راہ خدا میں دیدینا بحکم خدا ''تو وہ اس کے لئے بہتر ہے'' (جزو ۲، رکوع ۷) اس طرح اللہ کی راہ میں دینا مستحب ہے فرض نہیں پس ایمان کی

سلامتی کے ساتھ کسب کی حد یہ بھی ہے کہ اپنی ہر جائز آمدنی کا دسواں حصہ پورے کا پورا راہ خدا میں دیا کرے۔

(۶) چھٹی حد: بندگان خدا کی صحبت میں رہے یعنی صادقین کی صحبت میں رہے

ترجمہ آیت: اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستگی سے اور جب ان سے بات کرنے لگیں جاہل لوگ تو کہہ دیں (ہم) تم کو سلام کرتے ہیں (جز و ۱۹، رکوع ۴)

یعنی بندگان خدا کہلانے کے مستحق دراصل وہی لوگ ہیں جو دین داری پر ثابت قدم اور بے دینی سے دور ہیں۔ اور دوسروں کو دینداری کی طرف مائل کرنے کی رغبت رکھتے ہی۔ بحالت کسب ایسے اشخاص کی صحبت میں رہنے ہی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ اور اس صورت میں ترک دنیا اور خدا کی طلب میں ہجرت اور صادقین یعنی پیشوایان دین (مرشدین کرام) کی صحبت نصیب ہوگی۔

(۷) ساتویں حد: ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے

اپنے آپ کو ملامت کرنے والا نفس ہی مومن کا نفس ہے جس کی قسم خداوند تعالیٰ نے یوں کھائی ہے۔

ترجمہ آیت: ''اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی''

اپنے نفس کو برا ٹھیرانا اور قابل مذمت سمجھنا پیغمبروں اور سب مومنوں کی خاص صفت ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول قرآن مجید میں مذکور ہے۔

''اور میں پاک نہیں کہتا اپنے آپ کو، نفس تو ہمیشہ حکم کرتا ہے بدی کا مگر جس وقت رحم کرے میرا پروردگار، بے شک میرا رب تو بخشنے والا مہربان ہے (سورہ یوسف جز و ۱۳ آیت ۵۳)

پس کسب کی حالت میں ایمان کی سلامتی کی حد یہ بھی ہے کہ ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے ورنہ مغرور ہوگا اور ایمان سے دور ہوگا۔

(۸) آٹھویں حد: دونوں وقتوں کی حفاظت کرے یعنی نماز فجر سے طلوع آفتاب تک اور نماز عصر سے عشاء تک سوائے یاد خدا کے کسی دنیاوی کام میں صرف نہ کرے۔

ترجمہ آیت: اور اپنے پروردگار کی یاد کرتا رہ جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا اور دھیمی آواز سے بولنے میں صبح وشام اور نہ رہ غافل (جزو۹، رکوع ۱۴)

فرمان مہدی موعود علیہ السلام مومن وہی ہے جو (بالغدو الاصال) ہر حال صبح وشام کے اوقات میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے (حاشیہ شریف)

مذکورہ بالا آیت کا خلاصہ: پس بہ حالت کسب ایمان کی سلامتی اس میں ہے کہ یاد خدا سے غافل نہ ہو اور خصوصاً صبح وشام کی گھڑیوں میں یاد خدا ہی کرتا رہے۔

(۹) نویں حد: اذاں کے بعد کام کرنا جائز نہیں اگر کرے تو کسب حرام ہوگا

ترجمہ آیت: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب اذاں دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو دوڑ و اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید وفروخت (جزو ۲۸، رکوع ۱۲)

اس آیت کی رو سے اذان سن کر دنیاوی کام کاج کو چھوڑ دینا فرض اور اس میں لگے رہنا حرام ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اذاں پنجگانہ نمازوں کے لئے ہے۔ ہر مسجد میں ان کے اوقات پر شرط ہے۔ فرق صرف یہی ہے کہ جہاں اسلامی حکومت ہے وہاں حاکم وقت کی جانب سے مقرر کردہ مساجد جامع ہی میں جمعہ کے دن خطیب مقرر کے حکم سے اذاں دی جاتی ہے جو حاکم وقت کی

جانب سے خطبہ سنانے پر مامور ہوتا ہے۔ اور سب مساجد میں پنجگانہ نمازوں کے لئے اوقات مقررہ پر اذانیں دی جاتی ہیں بہر حال اذان کی آواز سنتے ہی دنیاوی کام کو چھوڑ کر نماز کے لئے جانا ہر مہدوی پر بہ حکم خدا فرض ہے اور بہ حالت کسب ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اذاں سنتے ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور نماز ادا کرے۔

(۱۰) دسویں حد: جھوٹ نہ کہے اور جو کچھ قرآن میں آیا ہے بجالائے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے پرہیز کرے۔

جھوٹ کی ممانعت کے باب میں یہ آیت کریمہ ہے۔

ترجمہ آیت: اور بچتے رہو جھوٹ سے (جزو ۱۷، رکوع ۱۱)

نیز جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت متعدد آیات قرآنی سے ثابت ہے۔ پس بہ حالت کسب ایمان کی سلامتی کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ جھوٹ بولنے سے بچتا رہے۔ نیز قرآن کے تمام اوامر کی بجا آوری اور تمام نواہی سے پرہیز کے باب میں فرمانِ خدا ہے۔

ترجمہ آیت: اور جو کچھ پیغمبر دے سو لے لو اور جس چیز سے منع کرے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کی مار بہت سخت ہے۔

حدود کسب کی باریکیوں کو سمجھنے کے بعد اب آیئے احکامات ولایت کی طرف حضور پر نور ﷺ کی دی ہوئی یہ امانتیں حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کو بہ مقام کھوکری مسجد جونپوری میں وصول ہوئیں۔ پس خوردہ، کھجور، تعلیم ذکر خفی اور احکامات ولایت جو درج ذیل ہیں۔

احکاماتِ ولایت

(۱) تصدیق مہدیؑ	(۲) ترک دنیا	(۳) طلب دیدار خدا
(۴) عزلت از خلق	(۵) ذکر دوام	(۶) توکل
(۷) صحبت صادقین	(۸) انکار مہدی کفر	(۹) ہجرت
(۱۰) عشر	(۱۱) نوبت	(۱۲) سویت

(۱) تصدیق مہدیؑ

جیسا کہ آپ نے گذشتہ صفحات میں ان اٹھارہ آیات کو پڑھا جس میں دس آیتیں ذات پاک مہدی موعود علیہ السلام سے اشارتاً منسوب ہیں۔ اور آٹھ آیات قوم مہدویہ کے تعلق سے ہیں۔ علاوہ ازیں احادیث مبارکہ بھی مہدی موعودؑ کی تصدیق کا حکم دیتی ہیں۔ آیات واحادیث کے علاوہ امامنا علیہ السلام کے برگزیدہ اخلاق جو خلیفۃ اللّٰہی شان لئے ہوئے تھے، منصب مہدیت کو انس وجن تک تمام وکمال پہنچادینا، احکامات ولایت میں مکمل اور حاکمانہ ارشادات، آپ کی تعلیمات اور بے نیازی وغیرہ آپ کے مہدی برحق ہونے کا عین ثبوت ہیں۔ جب آفتاب روشن ہوتا ہے تو اس کو مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مشہور ہے ''آفتاب آمد دلیل آفتاب''، مہدی موعودؑ کی دعوت نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ اجنّہ کے لئے بھی تھی۔ اس لحاظ سے مہدی موعودؑ کی تصدیق اور اس پر لبیک کہنا فرض ہوا۔ اور انکار کرنا کفر ہوا۔

(۲) ترک دنیا

ترجمہ آیت: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے طالب ہیں تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی پورا بھگتا دیں گے اور اس میں ان کو کچھ کمی نہ ہوگی یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش جہنم کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ یہاں کیا تھا وہ سب اکارت گیا اور جو کچھ آئندہ کریں گے وہ بھی ضائع ہوگا۔

مذمّت دنیا:

(۱) سورہ الحدید آیت ۲۰

''جان رکھو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشہ و زینت (آرائش) اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر اور مال و اولاد میں زیادہ طلب کا نام ہے۔''

اس آیت کے آخر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے''

(۲) سورہ الشوریٰ آیت ۲۶

''لوگو جو مال و متاع تم کو دیا گیا وہ دنیاوی زندگی کا فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے''

(۳) سورہ القصص آیت ۶۱

''بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا وہ پھر اس کو پانے والا ہے کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کے سامان سے بہرہ مند کیا پھر وہ روز قیامت (گرفتار ہو کر) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہو''

اس طرح چوتھی آیت ہے جو دنیا کے قلیل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۴) سورۂ القصص آیت ۶۰

"اور تمہیں جو چیز دی گئی ہے وہ صرف دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور تادیر باقی رہنے والی ہے"

بعض نادان صرف دنیا مانگتے ہیں تو آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

(۵) سورہ البقرۃ آیت ۲۰

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ "اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا ہی میں دے دے" تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کچھ نہیں"

یہ چند آیات دنیا کو چھوڑ دینے پر دلالت کرتی ہیں اس کے علاوہ احادیث مبارکہ بھی ترک دنیا کا ہی حکم دیتے ہیں مثلاً مفہوم حدیث یہ ہے کہ "دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتّے ہیں اور کتّوں میں بُرا وہ ہے جو (اس مردار پر) ٹھیر گیا۔

ایک اور حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے یہ انصافنامہ سے ماخوذ ہے۔

نبی ﷺ سے یاروں نے پوچھا

یارسول اللہ ﷺ ایمان کی علامت کیا ہے؟	تو فرمایا اللہ کی محبت
پھر پوچھا: اللہ کی محبت کی علامت کیا ہے؟	فرمایا قرآن کی محبت
پوچھا: قرآن کی محبت کی علامت کیا ہے؟	فرمایا نبی ﷺ کی محبت
پوچھا: نبی ﷺ کی محبت کی علامت کیا ہے؟	فرمایا نبی ﷺ کی اتباع
پوچھا: اتباع کی علامت کیا ہے؟	فرمایا ترک دنیا

نوٹ : یہاں لفظ "ترک دنیا" ہی آیا ہے اس لفظ ترک دنیا کو بعض لوگ رہبانیت گردانتے ہیں یہ لفظ صدیوں سے مستعمل ہے۔ مہدویوں کے علاوہ خانقاہی گھرانے والے بھی اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں)

پوچھا : ترک دنیا کی علامت کیا ہے؟ فرمایا تین چیزیں (۱) مفقود (غیر موجود) کو چھوڑنا (یعنی غیر موجود کا خیال ہی نہ کرنا، آرزوئں، ارمانوں کو قطعاً دل میں جگہ ہی نہ دینا) (۲) موجود کو ایثار کرنا (اللہ جو دے اس کو اسی روز ایثار کر دینا کل کے لئے کچھ نہ رکھنا) (۳) مال وجاہ کی محبت سے دل سرد ہو جانا۔

وہ تائب نہیں: مہدویت میں تارک الدنیا وہ ہوتا ہے جس نے اپنے گذشتہ اعمال سے ترک تعلق کرلیا اور توبہ کرلیا ہو اب نہ وہ ان لغویات کی طرف جائے گا نہ ہی کسب کرے گا، بلکہ رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرے گا اور ہمہ تن رجوع الی اللہ ہو جائے گا اور گناہوں وغفلتوں سے بچنے کی دعا کرے گا اور ساتھ ساتھ خود بچنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اس طرح یہ فقیر تائب کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ تائب کے تعلق سے یہ حدیث شریف ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے تائب کون ہے؟ کہا نہیں معلوم

فرمایا: جب بندہ توبہ کرے اور دشمن راضی نہ ہوں تو وہ تائب نہیں۔

اور جب بندہ توبہ کرے اور اس کا لباس نہ بدلے تو وہ تائب نہیں

اور جب بندہ توبہ کرے اور اس کی مجلس نہ بدلے تو وہ تائب نہیں

اور جب بندہ توبہ کرے اور وہ قناعت اختیار نہ کرے اور اس کی آرزو نہ گھٹے تو وہ تائب نہیں

اور جب بندہ توبہ کرے اور اس کی زبان محفوظ نہ ہو تو وہ تائب نہیں

اور جب بندہ توبہ کرے اور اپنے فضل کو آگے نہ بڑھائے تو وہ تائب نہیں۔

بصدقۂ مہدی موعودؑ ترک دنیا کے بعد فقرائے کرام میں یہ تبدیلیاں آجاتی ہیں

☆ ترک دنیا کے بعد دل میں نیستی اور نرمی آنے سے وہ جا جا کر دشمنوں کو منا لیتا ہے اور دشمن اسکو معاف کر دیتے ہیں۔ اسی ترک دنیا کے طفیل میں فقیر کا دل کدورتوں سے صاف رہتا

ہے اور وہ لوگوں کے قصوروں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ اور قصوروں کی معافی چاہنے کا منتظر نہیں رہتا۔

☆ ترک دنیا کے بعد لباس تبدیل ہو جاتا ہے۔ عزت اور لذت کی خواہش ختم ہو جاتی ہے

☆ ترک دنیا کے بعد اس کی مجلس بدل جاتی ہے۔ قبل ترک وہ دنیا داروں میں رہتا تھا اور اب اس کی نشست و برخواست فقراء اور مرشدین میں ہو جاتی ہے۔

☆ ترک دنیا کے بعد قناعت آ جاتی ہے اور آرزوئیں گھٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ترک دنیا کے بعد خود احتسابی بڑھ جانے سے وہ خود کی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر نظر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔ اور دوسروں پر اس کی زبان بند رہتی ہے۔

☆ ترک دنیا کے بعد اس میں جو فروتنی اور انکساری آ جاتی ہے اس سے اس کے مقامات بلند ہوتے جاتے ہیں۔ بفضل خدا ان بلندیوں کے باوجود وہ غرور و تکبر سے دور رہتا ہے۔

بہر حال یہ تمام خدا کے فضل پر ہے۔ سوکھی لکڑی جلد آگ پکڑتی ہے جبکہ گیلی لکڑی کو آگ پکڑنے کے لئے خاصا وقت درکار ہوتا ہے۔ لیکن جلد یا بہ دیر لکڑی خشک ہو ہی جاتی ہے۔ اور آگ پکڑ ہی لیتی ہے لکڑی گیلی رہے تب تک ترک دنیا کے مخالفین ایسے فقراء پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور لوگوں کو ترک دنیا سے برگشتہ کرنے کوشاں رہتے ہیں اور جب تک لکڑی گیلی رہتی ہے تو یہ گیلا پن خود فقیر کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

(۳) طلب دیدار خدا

سورہ الکھف آیت ۲۸:

ترجمہ: اور روکے رکھو اپنا نفس ساتھ وہ لوگ جو پکارتے ہیں اپنا رب صبح و شام اور چاہتے ہیں اس (خدا) کا چہرہ۔

چہرہ سے مراد دیدار ہے۔قرآن مجید میں جہاں جہاں لقاء کا لفظ ہے اس سے مراد دیدار الٰہی ہی ہے۔

ایضاً آیت ۱۱۰:

ترجمہ: کہہ دیجئے میں تمہاری طرح بشر ہوں البتہ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کی امید رکھے اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے

دیدار کے تعلق سے ارشادات حضور پرنور ﷺ یوں ہیں۔فرمایا۔

☆ نماز اس طرح پڑھو گیا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر خدا کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

☆ نہیں ہے راحت مومنین کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے۔

(انصاف نامہ صفحہ ۲۴۲)

اور یہ بھی فرمایا۔تم اپنے شکموں (پیٹوں) کو بھوکے رکھو اور اپنے جگروں کو پیاسے رکھو اور رعایت رکھو اپنے اجساد (جسموں) کی، شائد کہ اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھو۔

(انصاف نامہ صفحہ ۲۵۲ یا صفحہ نمبر ۲۴۲)

حضور ﷺ نے فرمایا ''شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال حقیقت میرے احوال ہیں''۔

''معرفت (دیدار خداوندی) میرا راس المال ہے'' (دیکھئے رسالہ نافعہ حضرت رشدیؒ)

قرآن مجید کی آیت کا مفہوم ہے جو اس دنیا میں خدا کو نہ دیکھا اور نہ دیکھنے کا قائل تھا اور قائل ہونے کے باوجود اللہ کو دیکھنے کی کبھی طلب بھی نہیں رکھی اس کو اندھا فرمایا گیا۔اور یہ بھی فرمایا گیا کہ وہ آخرت میں اور زیادہ اندھا اور گمراہ ہوگا۔

فرمایا مہدی موعودؑ نے جو کچھ بندہ کہتا ہے ویسا ہی کرو یعنی خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ کی بینائی حاصل ہو (انصاف نامہ صفحہ ۲۱۵)

حضرت مہدی موعودؑ نے دیدار خدا کی لذت یا حلاوت کیسی ہوتی ہے ایک مثال سے بیان فرمائی۔ فرمایا کسی شخص کی ناک میں رسّی ڈال کر زمین پر پھرائیں اس کو اللہ کی تجلی سوئی کے ناکے میں سے ہو جائے تو وہ کہے اس طرح مجھے ہزار برس زمین پر پھراؤ تا کہ دوبارہ ویسی تجلی ہو۔ مہدی موعودؑ نے تو خدا کو چشم سر سے دیکھنے کی تعلیم فرمائی۔ اگر چشم سر سے نہ دیکھ سکے تو چشم دل سے یا خواب میں بہر حال خدا کو دیکھنا ہے اگر دیدار نہ بھی ہوا اور طالب صادق تھا اس پر حکم ایمان کا ہونا فرمایا ہے۔ کیونکہ دیدار فرض نہیں، طلب دیدار خدا فرض ہے۔

(۴) عزلت از خلق

فرائض ولایت میں عزلت از خلق کی بڑی اہمیت ہے یعنی اللہ کی مخلوق میں رہ کر دل و جان سے توجہ اللہ کی طرف لگی رہے جو اس دنیا میں عزلت اختیار نہ کر سکا تو کل آخرت میں اس پر کیا گزرے گی اس آیت سے معلوم ہو گا۔

سورہ المعارج آیت ۸:

”جس دن (یعنی یوم قیامت) آسمان ایسا ہو جائے گا جیسا تیل کی تلچھٹ (یعنی سرخ) اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے (دھنکی ہوئی) رنگین اون کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں گے۔ گناہ گار چاہے گا کہ اس دن عذاب سے رہائی پانے کے لئے اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا وہ خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین میں ہیں وہ سب کچھ بطور فدیہ دے دے اور خود کو عذاب سے چھڑا لے لیکن ایسا ہر گز نہیں ہو گا“

مفہوم: قیامت میں خاص طور پر گناہ گار کی حالت قابل حسرت ہوگی وہ چاہے گا کہ اپنے کو اس عذاب سے چھڑانے کے لئے اپنی وہ تمام پیاری چیزیں بطور فدیہ دے دے جو دنیا میں اس کو بے حد عزیز تھیں مثلاً بیٹے، بیوی، بھائی، خاندان، قریبی تمام لوگ اور زمین وغیرہ۔ لیکن اس دن یہ فدیہ نا قابل قبول ہوگا۔ اس دن چاہنے کے باوجود وہ کچھ نہ کر سکے گا جبکہ اس دنیا میں بحکم مہدیؑ اس پر عزلت اختیار کرنا فرض ہے۔ اگر وہ آج عزلت اختیار کر لیتا ہے تو کل اس کو عزلت از خلق کی ضرورت پیش نہیں آئے گی آج وہ مختار ہے کل وہ مجبور ہوگا۔ مجبور کی بات نہیں سنی جائے گی۔

عزلت کے تعلق سے انصاف نامہ صفحہ ۲۵۲ میں درج ہے۔

حضور ﷺ غار حرا میں ایک ماہ تک رہے ہیں نکلتے تھے اپنی خلوت سے تھکن اور رنج دور کرنے کے لئے اور نہ کسی باعث جو اسباب شہوت و خواہش نفسانی سے ہو بلکہ آپ نکلتے تھے دینی ضرورت مثلاً وضو، نماز جمعہ اور نماز جماعت کے لئے (راوی حضرت جابر بن عبداللہؓ)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ لوگ معدن ہیں سونے اور چاندی کے معدنوں کے مانند پس کثرت ذکر، تلاوت اور ہمیشہ باوضو رہنے، روزے، نماز، ترک شہوت ولذّت ہمیشہ مراقبہ، خشوع وخضوع مع اللہ مناجات کے محتاج ہیں۔

صاحب انصاف نامہ نے لکھا ہے کہ یہ باتیں مخلوق کو بدون (سوائے) خلوت کے حاصل نہیں ہوتیں ہر مسلمان جانتا ہے کہ خلوت اور عزلت امر جائز ہے۔ شریعت میں حرام نہیں۔

حاشیہ شریف کی روایت صفحہ ۳۱۴ تاکید عزلت: فرمایا مہدی موعود علیہ السلام نے گوشہ میں بیٹھنے والا مرنے سے پہلے مرتا ہے در بدر پھرنے والا جانور کی طرح چرتا ہے۔

(۵) ذکر دوام

سورہ آل عمران آیت (۱۹۱)

ترجمہ: ''جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور وہ جو زمین اور آسمان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں انہیں بے فائدہ پیدا نہیں کیا گیا ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور محفوظ رکھ۔''

آیت مذکورہ سے واضح ہو رہا ہے کہ دن اور رات کے آٹھ پہر اور آٹھ پہر کے چوبیس گھنٹے ہر وقت ذکر کیا جائے کوئی بھی شخص تین حالتوں میں ہوتا ہے یا تو کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا ہوتا ہے یا لیٹا ہوتا ہے۔ تینوں حالتوں میں ذکر اللہ کرتا رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آناً فاناً ایک مصدق کس طرح ذکر دوام کا پابند ہو جائے جبکہ اس کو حقوق العباد کے کام کرنے ہیں تو اس کے لئے ابتداء میں بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر غروب آفتاب تک رو بہ قبلہ مصلے پر بیٹھ کر ممکن ہو سکے تو باجماعت ذکر کرتا رہے ان اوقات کو سلطان النہار اور سلطان اللیل یعنی دن کا سلطان اور رات کا سلطان فرمایا گیا ہے۔ اس کی تاکید قرآن مجید میں موجود ان آیات سے ہوتی ہے۔

اس نوعیت کی ایک اور آیت سورہ النساء میں ہے۔ ''پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے''

ان تمام کا مطلب سلطان النہار اور سلطان اللیل ہی ہے، اس تعلق سے جو آیات ہیں مثلاً بالعشی والابکار، بالغدو والاصال، بالغدو والعشی، قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا، حین تمسون وحین تصبحون، بکرۃ واصیلا ان تمام کے تراجم کا قدر مشترک صبح وشام (قبل طلوع آفتاب وقبل غروب آفتاب) ہے۔ حسب ذیل آیات میں مذکورہ الفاظ موجود ہیں۔

(۱) سورہ الاعراف آیت ۲۰۵

ترجمہ آیت: اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو۔

(۲) الکہف آیت ۲۸:

ترجمہ آیت: اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے دیدار کے طالب ہیں وہ چاہتے ہیں (اس کا چہرہ) ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔

نوٹ: یریدون وجہ کا ترجمہ ''وہ چاہتے ہیں اس کا چہرہ'' یعنی خدا کا دیدار

(۳) سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰

ترجمہ آیت: سورج نکلنے سے پہلے (سلطان النہار) اور سورج غروب ہونے سے پہلے (سلطان اللیل) اللہ کی تسبیح یعنی ذکر کیجئے۔

(۴) سورہ روم آیت ۱۷:

ترجمہ آیت: اللہ کی تعریف اور تسبیح کرو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو

(۵) سورہ ق آیت ۳۹:

ترجمہ آیت جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے آفتاب کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح (ذکر اللہ) کیجئے۔

(۶) سورہ المزمل آیت ۸:

ترجمہ: اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اس طرح اس طرف متوجہ ہو جاؤ ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اس طرح کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر خدا کے ہو جاؤ۔

(۷) سورہ الدہر آیت ۲۵:

اپنے پروردگار کے نام کا صبح وشام ذکر کرتے رہو۔

خدا کے فضل وکرم اور خاتمین علیہم السلام کے صدقہ و طفیل مصدقین ان دونوں وقت ذکر اللہ کی برابر کوشش کرتے ہیں اور خدا کا فضل ہوجائے تو ان دو وقتوں کی پابندی ذکر دوام میں تبدیل ہوجاسکتی ہے خدا سے اس کا فضل طلب کرتے رہنا چاہئے۔

آب آیئے ان آیات کا جائزہ جن میں غافلین ذکر کے لئے وعید ہے مثلاً

سورہ النجم آیت ۲۹

ترجمہ: جو ہماری یاد سے منہ پھیر لے اور دنیاوی زندگی کا خواہاں ہوتو آپ (ﷺ) بھی اس سے اعراض کر لیجئے''

یعنی جو شخص خدا کی یاد سے غافل ہوجائے اور دنیاوی زندگی کا طلب گار ہوجائے اور ہر وقت دنیا ہی دنیا کے چکر میں پڑ گیا ہوتو حضور ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ ایسے شخص سے اعراض فرمالیجئے۔ اللہ اکبر! حضور ﷺ نے اعراض فرمالیا یعنی اپنا رخ انور ہٹالیا تو پھر زمین وآسمان یا کل کائنات میں وہ کون سی جگہ ہے جہاں پر امان مل سکے۔ لہذا غفلت سے دوری، دعا اور ذکر اللہ کی مداومت کی کوشش ازبس ضروری ہے۔ یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ہم دنیاوی معاملات کو ثانوی حیثیت دیں اور نماز و ذکر اللہ کو اولیت دیں۔

سورہ جن آیت ۱۷:

''جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا

سورہ الزخرف آیت ۳۶ تا ۳۸

''اور جو شخص اللہ کے ذکر سے آنکھیں بند کرلے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے

ہیں پس وہ ان کا ساتھی ہو جاتا ہے اور وہ شیطان اس کو راہِ حق سے روکتا ہے''

اب آیئے فرامین مہدیؑ کی طرف آپؑ نے فرمایا۔

(۱) مومن وہ شخص ہے جو ہر حالت میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے

پانچ پہر کے ذکر کو ذکر کثیر فرمایا اور ترتیب یوں بیان فرمائی۔ اول صبح سے ڈیڑھ پہر دن تک' اور ظہر کے بعد سے عشاء کے وقت تک' خدا کے ذکر میں رہیں۔ یعنی ظہر تا عصر ذکر' نماز عصر پڑھ کر بیان قرآن مغرب کی نماز سے پہلے بند کریں اور نماز مغرب ادا کریں پھر مغرب تا عشاء ذکر اللہ کرتے رہیں۔ اور رات کو ایک پہر نوبت جاگیں تا کہ اس طرح رات اور دن ضائع نہ ہوں۔

(۲) کسی نے عرض کیا ہم کو مہدی کی تصدیق میں شک آتا ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ایک ہفتہ گوشہ میں بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کا ذکر کر جو کچھ حق ہے معلوم ہو جائے گا۔ سندھ کے شیخ الاسلام ملا صدر الدین سندھیؒ نے تصدیق مہدیؑ میں پس و پیش کیا تو حضرت مہدیؑ نے ملا صاحب کو یہی فرمایا کہ ذکر کرو تین دن کے بعد وہ آئے اور مہدی موعودؑ کی تصدیق کر لی حالانکہ انہوں نے چھ ماہ کا وقت مانگا تھا۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ طالبان خدا کو حجروں میں شغل خدا یعنی ذکر اللہ میں مشغول دیکھتے تو اظہار خوشنودی فرماتے۔ سونے والوں کی سانس سے ذکر کی آواز آتی تو خوش ہوتے ورنہ ان کو ہوشیار فرما کر کہتے یہ جگہ سونے کی نہیں تاکید یہ تھی کہ دن رات خدا کے ذکر میں رہو۔ آپؑ کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی۔ درختوں پر بیٹھے پرندوں کو اُڑا دیتے کیونکہ آواز برادران سنیں گے تو ان کے شغل خدا (ذکر خدا) میں خلل پڑے گا۔

(ماخوذ از حاشیہ انصاف نامہ)

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؒ مسجد سے حجرہ میں تشریف لے جاتے وقت جوتے ہاتھ میں اٹھاتے تا کہ ذاکرین کو آواز سے خلل نہ پڑے۔

تاکید ذکر:

حضرت میاں شیخ کبیرؓ مہاجر مہدیؑ سے منقول ہے کہ ایک روز یہ بندہ باجرہ کوٹتا تھا حضرت مہدی علیہ السلام بندہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا میراں جیو میں باجرہ کوٹتا ہوں۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا میاں ایک مٹھی دانے (کسی کو مزدوری) میں دے دیتے تو یہ کام ہو جاتا اپنے وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے اور خدا کی یاد میں لگے رہو۔

دافع ہلاکت امت حضور مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں رہنے والوں کو بھی دیگر کاموں کی مشغولیت سے ذکر میں خلل ہوسکتا ہے تو ہم تو صدیوں دور ہیں ذکر سے ہٹ کر دیگر کاموں میں غفلت کے امکانات اور زیادہ ہیں لہٰذا ذکر کو اولیت دینا چاہئے۔

☆ حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ''جو چیز تجھے اللہ سے پھیرے (دور کرے) وہ ترا بُت ہے یعنی وہ تیرا طاغوت ہے۔

☆ حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک فرمان ہے کہ ''کیا میں تم کو ایسے عمل کی خبر دوں جو تمہارے مالک کے پاس سب سے اچھا اور سب اعمال سے زیادہ پاک اور تمہارے درجوں کو بڑھانے والا اور سونے چاندی کی خیرات اور دشمن سے مل کر ان کی گردنیں مارنے اور وہ تمہاری گردنوں کو مارنے سے بھی اچھا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا عمل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کا ذکر جو سب اعمال کا سردار اور سب اعمال سے افضل ہے۔

ان چھ اوقات میں بھی ذکر الٰہی:

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ان وقتوں میں خدا کو یاد کرے خدائے تعالیٰ اس کے دن اور رات کی بندگی کا اجر ضائع نہ کرے گا۔ (۱) اول فجر سے دن نکلنے تک (۲) عصر تا عشاء (۳) کھاتے پیتے وقت (۴) بیت الخلاء گئے جب بھی (۵) وظیفۂ زوجیت کے وقت (۶) سوتے وقت

(۶) توکل

سورہ الحدید آیت ۲۲، ۲۳

''کوئی مصیبت روئے زمین پر یا خود تم پر نہیں پڑتی جب تک کہ ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے کتاب میں نہ لکھ دیا ہو اور یہ کام خدا کے لئے آسان ہے تا کہ تم سے جو چیز فوت ہو جائے اس کا غم نہ کرو اور جو چیز ہاتھ آئے اس پر اِترایا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کسی اِترانے والے شیخی خور کو پسند نہیں کرتا۔

مفہوم واضح ہو رہا ہے کہ جب ہم پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہی پڑتی ہے جس کو پہلے اللہ تعالیٰ نے کتاب میں لکھ دیا اور خدا کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ بندۂ مومن کا کام ہے کہ وہ مصیبت پر افسوس میں وقت ضائع نہ کرے اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے تو اس پر اِترانا اور شیخی کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ نقصان پر غم اور نفع کی نعمت پر اظہار خوشی یا اِترانا ان تمام سے بڑھ کر ذکر اللہ ہے جو خدا سے قریب کرتا ہے لہذا ہم ہر معاملے میں صرف اللہ پر بھروسہ رکھیں یہی ہماری کامیابی ہے۔

توکل کے تعلق سے مزید آیات یوں ہیں۔

سورہ الشوریٰ آیت ۳۱:

اور اللہ کے سوائے نہ تو تمہارا دوست ہے اور نہ مددگار

سورہ الطلاق آیت ۳:

''اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے''

سورہ التغابن آیات ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵

(۱۱) کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی۔

(۱۲) اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمہ تو صرف پیغام کو کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔

(۱۳) اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ ہی پر توکل کریں۔

(۱۵) بے شک تمہارے اموال، اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے۔

مذکورہ آیات سے توکل کا درس مل رہا ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی مصیبت یا تکلیف یا نقصان ہو تو منجانب اللہ ہے اس لئے ہمارا افسوس میں وقت ضائع کرنا بے کار ہے اگر نقصان کی وجہ سے کوئی آمادہ بغاوت ہو یا کسی سے کوئی سرکشی یا نافرمانی ہو جائے تو اس سے ایسا کرنے والے کا نقصان ہوگا کیونکہ پیغمبر ﷺ نے خدا کے ہر پیغام کو نہایت واضح طور پر بیان فرما دیا۔ مومنوں کو چاہئے کہ وہ صرف اللہ پر بھروسہ رکھیں، اب رہی نقصان یا تکلیف تو یہ مومنین کے لئے آزمائش کا ذریعہ ہیں جن سے ان کے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے یا مقامات کی بلندی نصیب ہوتی ہے۔

حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے مصدقین کو توکل کا درس یوں فرمایا۔

''توکل وہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے اور رات دن اس طلب میں رہے کہ کس وقت خدا کو پاؤں (حاصل کروں) گا پس رزق کے لئے دولت مندوں سے ملنا یا ان کی تواضع نہیں کرنی چاہئے'' (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ ۶۸)

توکل کا یہ بے مثال واقعہ بھی پڑھیئے اور عظمت امامنا پر قربان جایئے کہ مقام خراسان میں، کوتوال نے بے ادبی کی اور فقراء مرد اور خواتین کا سامان چھین لیا اس کے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں آکر ہتھیار اور شمشیر طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے کوتوال کے آدمیوں کے سامنے رکھ دی اس کے بعد تمام اصحابؓ نے بھی ہتھیار حوالے کر دیئے اس طرح

کوتوال کے آدمی سارا سامان لے کر چلے گئے۔ رات کو بادشاہ کے خواب میں حضور پرنور ﷺ تشریف لائے اور ناراضگی کا اظہار فرمایا بادشاہ نے خواب سے بیدار ہو کر فوراً کوتوال کو طلب کیا اور سرزنش کی اس کے بعد کوتوال نے اپنے آدمی حضور امامناؑ میں بھجوائے اور تلف شدہ سامان کی فہرست طلب کی امامنا علیہ السلام نے فرمایا۔

''ہماری ملک سے کوئی چیز تلف نہیں ہوئی، ہم خدا کے سوائے کوئی چیز نہیں رکھتے، اور ہمارا خدا ہم سے تلف نہیں ہوا'' (دیکھئے نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ صفحہ ۱۰)

(۷) صحبت صادقین

صحبت کیسے لوگوں کے ساتھ رکھی جائے۔

سورہ النساء آیت ۱۴۰:

جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جارہا ہے یا ان کی ہنسی اڑائی جارہی ہے تو ان کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کریں ورنہ تم بھی ان کے ہی جیسے ہو جاؤ گے۔

منکرین مہدی کی طرف سے ان اٹھارہ آیات کو قبول نہ کرنا کہ یہ مہدی اور مہدویوں کے تعلق سے ہیں یا اپنی طرف سے مطلب نکالنا یہ تو آیتوں کے ساتھ کفر ہی ہوا۔ آیتوں کی ہنسی اُڑانا یوں ہوا کہ خدا نے سود کو حرام فرمادیا۔ لیکن شہر کی ایک مشہور جامعہ نے بنک کے سود کو حلال قرار دیدیا تو یہ آیات کی ہنسی اُڑانا ہی ہوا۔

مہدوی طلباء کے لئے اس لحاظ سے ایسی جامعات کا رخ کرنے سے پہلے مذکورہ بالا آیت پر غور ضروری ہے۔ صرف ڈگریوں (اسنادات) کے لئے ان کے پاس جانا تین تا ۵ سال

تک وقت گزارنا مذہبی لحاظ سے مضر ہی ہوتا ہے ''ورنہ تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے'' کی تنبیہ کی زد میں آ جائیں گے۔

سورہ والمحصنٰت (۵) آیت ۱۴۴:

ترجمہ: ''اے ایمان والو تم کافروں کو دوست نہ بناؤ سوائے مومنین کے' کیا تم چاہتے ہو کہ تم اپنے پر اللہ کا صریح الزام لو''؟

اس کے لحاظ سے مومنین کی دوستی' مومنین سے ہی ہو۔

سورہ الکہف آیت ۲۸:

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کیجئے جو صبح و شام (علی الدوام) اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہیں۔

فرض ولایت ''صحبت صادقین'' کی تکمیل کے لئے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے طریقہ کار متعین فرما دیا۔ آپ نے فرمایا'' بندہ کے ادھورے بھائی سید محمودؓ کے پورے'' کوئلوں کی مثال دے کر فرمایا کہ بندہ کی صحبت میں بعض پاؤ سلگے ہیں بعض آدھے اور بعض پون لیکن بھائی سید محمودؓ کے حضور میں پورے سلگ جائیں گے۔

قربان جایئے حضرت ثانی مہدیؓ کے' آپ نے وہی طریقہ کار اپنایا جیسا کہ امامناؑ کا تھا اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں تھی۔ صحابہؓ کو مہدی موعودؑ اور ثانی مہدیؓ کے دور میں زیادہ فرق محسوس نہ ہوتا تھا۔ آپؓ کے بعد اور صحابہ کرامؓ کے بعد جانشینوں نے بخوبی یہ عمل نبوت یا عمل ولایت (مرشدی) کو بحسن خوبی انجام دیا۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی یہ کام پوری آن بان سے جاری رہے گا۔

کیونکہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

کچھ لوگوں کے پلٹ جانے سے کچھ نہ بگڑے گا۔ درج ذیل چند واقعات ہیں اور تمام مرشدین حیات ہیں اللہ ان کو ہمارے سروں پر رکھے آمین یاد رکھئے مہدیؑ کا صدقہ وفیض جاری وساری ہے کسی خاص زمانہ تک مقید نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے جاری وساری ہیں۔ کشف ہے، دیدار ہے، فنائیت ہے سب ہے ان کے لئے جو بلا حیل وحجت احکامات مہدیؑ کو قبول کرتے ہیں اور بلا شک وشبہ کے عمل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ٹرین چل رہی ہے مرشد کے پاس بیٹھا ہوا مسافر ہندو جوگی اپنے مذہب کی بڑائی ہانک رہا تھا مرشد چپ کہ بوڑھا آدمی ہے کیا جواب دوں رات کو جوگی سو گیا کچھ دیر بعد ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا تو جو ذکر کر رہا ہے اس کے لحاظ سے تو جھاڑ ہے اور میں پتہ ہوں۔ یعنی بصدقہ مہدی موعودؑ مرشد کے ذکر کی مشغولیت سے جوگی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ غیر مسلمین کی اس کیفیت یعنی غیب کو استدراج کہا جاتا ہے، اس کو کرامت ہرگز نہیں کہا جاتا۔ ان کی محنتوں کا صلہ یہیں مل جاتا ہے اور آخرت میں آتش دوزخ ملتی ہے۔

(۲) رات کے دو یا تین بجے ہوں گے مرشد باوضو بستر پر لیٹے ہوئے، پوچھا گیا کہ کیا وضو کے لئے پانی گرم کر دیا جائے فرمایا ابھی نہیں، تقریباً ہر گھنٹے بعد یہی پوچھا گیا اور ہر بار مرشد نے یہی فرمایا ابھی نہیں اس طرح کافی رات بیت گئی۔ یعنی ذکر خدا کے انہماک نے مرشد کو سونے نہ دیا اور ذکر کی برکت سے مرشد بے وضو نہیں ہوئے۔

(۳) مرشد ابھی حالت کسب میں تھے مرید کے ہاں گئے پینے کے لئے پانی منگوایا، پی لیا مرید نے بچا ہوا پانی خود پینے کے بجائے سوکھے درخت میں ڈال دیا، خدا کی قدرت سے یہ سوکھا درخت ہرا بھرا ہو گیا۔ یعنی ان کا سب صاحب کو ذکر الٰہی کی پابندی جیسی نعمت ملی تھی اس ذکر کی برکت سے سوکھا درخت ہرا بھرا ہو گیا۔ (حال ہی میں ان مرشد کا وصال ہو گیا)

(۴) مرشد کے ہاں میت آئی، چہرہ سیاہ تھا، نہلانے دھلانے اور نماز جنازہ کے بعد بفضل خدا بہ طفیل خاتمینؑ میت کے چہرہ کی وہ کیفیت بدل گئی۔

(۵) مرشد یہاں، مرید سعودی میں، مرید نے روحانی معاملات پر کسی سے بات کی، مرشد کو منجانب خدا آ گاہی ہوگئی۔ مرشد نے منع فرمادیا کہ یہ گفتگو ابھی نہ کریں۔

(۶) حج کے ایام تھے، مرشد حرم شریف کے پاس ٹھیرے تھے شاہ خالد آئے مرشد کرتے اور لنگی میں تھے اور سر پر رومال باندھے ہوئے تھے۔ شاہ خالد نے آ کر مرشد سے ملاقات کی اور مصافحہ کیا یہ مہدی موعودؑ کا صدقہ تھا۔

یادرکھئے خدارسیدگی جو آتی ہے وہ عمل سے آتی ہے عالیت پسندی سے آتی ہے جن کے کام عظیم ان کی ذمہ داریاں اور پروازیں بلند، مرشد اور مرشدی کا یہ کام نبوت یا ولایت کا فیضان ہے۔

مفہوم آیت: اطاعت کرو اللہ کی، اللہ کے رسول ﷺ کی اور ان کی جو اولی الامر بنائے گئے ہیں۔ اولی الامر سے مراد مرشد ہوتے ہیں جو برائیوں سے روکتے ہیں بھلائیوں کی تلقین فرماتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں ایسے مریدین جن کو مذکورہ بالا صفتوں سے متصف مرشدین مل گئے اگر کسی کو ایسا مرشد نہ ملے تو اسکا کیا ہوگا؟ تو مرید کو مایوس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ ''مہدیؑ کی باڑھ بہت بڑی ہے'' جو ڈھونڈے گا وہ پائے گا اور جب مرشد مل جائے تو پھر ان کے دامن سے وابستہ ہوجائے اس کے لئے مرید کو لازمی ہے کہ وہ حلال کا عادی بنے۔ زبان سچ کی عادی ہو، لقمے صحیح جائیں خدا اور رسولؐ اور مہدیؑ کے احکامات پر نظر رکھے۔ خوشنودی خدا جس کام میں ہے پہلے وہ کام کرے اور جن میں ناخوشی ہے اس کو چھوڑ دے طلب صحیح اور سچی رکھے۔ ایسوں کی صحبت میں رہے جن سے خدا کی یاد آتی رہے۔ غافلوں کی صحبت، غافل بنادیتی ہے۔ لہٰذا غافلوں سے دور رہے۔ اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا ہو تو دشمنانِ خدا اور رسولؐ و مہدیؑ سے خود کو دور رکھے کیونکہ یہ خنّاس

جب دیکھتے ہیں کہ اس غریب کا کوئی مرشد نہیں تو اس کو ورغلاتے اور بہکاوے میں ڈالتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ کسی کو مرشد نہیں تو کیا مہدویت ہی چھوڑ دے؟ مرشد رہبر اور رہنما ہوتا ہے چلنا تو مرید کو ہی پڑتا ہے۔ ویسے ارباب تصوف کے پاس مرید وہ ہوتا ہے جس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ گزشتہ بیس سال سے لکھنا نہ چھوڑ دیا ہو۔

یاد رکھئے مرشد کی حیثیت ذخیرۂ آب کی طرح ہوتی ہے جب تک ذخیرہ آب سے صاف اور میٹھا پانی آ تا رہے اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ خدانخواستہ اس ذخیرۂ آب میں تبدیلی آ جائے اور پانی پینے سے بیماری کا یا ہلاکت کا خدشہ ہو تو پھر اس ذخیرۂ آب کو چھوڑ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ بے جا قسم کی خاندان کی پاسداری یا لا پرواہی اور بے اعتنائی سے پانی لینے کا سلسلہ جاری رکھا جانا مہلک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

نوٹ: مرشد میں ایسی خرابی عقیدہ میں بگاڑ اور شریعت وطریقت کی سنگین اور شدید خلاف ورزیوں سے آتی ہے۔ مرشد کے اس بگاڑ اور خرابی کو دور کرنے کی خدا سے دعا کرے اللہ نے پکار سن لی اور مرشد سدھر گئے تو بہتر ورنہ ایسے مرشد سے دامن چھڑا لے اور کسی پیر کامل کی تلاش میں رہے۔ طلب سچی ہے اور مرید مخلص ہے تو انشاء اللہ کامل مرشد اس کو مل ہی جائیں گے۔

صحبت صادقین کا راست تعلق مرشد کی ذات سے جڑا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں مرشدی کے لئے سخت اصول وضع کئے گئے ہیں کیونکہ جو کام جتنا اہم ہوگا اتنی ہی ذمہ داری بھی عظیم ہوگی اتنا ہی اجر بھی عظیم ہی ہوگا۔

مرشدی دراصل صحبت صادقین جیسے فرض کی ادائی کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے، مرشد کی صحبت اور برادران دائرہ کی صحبت کی وجہ سے بندہ سچا طالب مولیٰ بن جاتا ہے جو صحبت صادقین کی اصلی غرض وغائت ہے۔ ماقی فرائض کی تکمیل بفضل خدا دھیرے دھیرے ہو جاتی ہے۔

مرشدی دراصل کار ہدایت ہے، انبیاء علیہم السلام نے اپنے کام (نبوت) کا کوئی معاوضہ نہیں لیا چنانچہ قرآن میں ان آیات کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے خالص اللہ واسطے، بے لوث ہوکر اور بے نیازی سے یہ کام کیا۔ حضور پرنور ﷺ نے نبوت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ مخاطبت حضور صلعم سے ہے۔

(۱) سورہ الفرقان ۲۵ آیت ۵۷:

ترجمہ: کہہ دیجئے میں تم سے اس (نبوت) کی اجرت نہیں مانگتا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

(۲) سورہ یونس آیت ۷۲:

ترجمہ: پھر اگر منہ پھیروگے تو میں نے تو تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمہ ہے۔

مخاطبت حضور ﷺ سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۳) سورہ یوسف آیت ۱۰۳، ۱۰۴:

ترجمہ: اور آپ اس وقت برادران یوسفؑ کے پاس نہیں تھے جب کہ وہ اپنی بات پر اتفاق کررہے تھے اور تدبیر کررہے تھے اور اکثر لوگ ایمان نہیں لائے اگرچیکہ آپ کتنا ہی چاہیں، اور آپ ان سے (نبوت کا) کچھ معاوضہ تو طلب نہیں کرتے۔

(۴) سورہ الشعراء آیت ۱۰۸، ۱۰۹:

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔

"اور میں اس کام کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا"

(۵) سورہ الشعراء آیت ۱۲۷:

ہودؑ نے فرمایا ''اور میں اس (نبوت) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ (اللہ) رب العالمین کے ذمہ ہے۔''

(۶) سورہ الشعراء آیت ۱۴۵:

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا'' اور میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا بدلہ رب العالمین کے ذمہ ہے''

(۷) سورہ الشعراء آیت ۱۶۴:

حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا'' اور میں تم سے اس (نبوت) کے کام کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو پروردگار عالم کے ذمہ ہے''

(۸) سورہ الشعراء آیت ۱۸۰:

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا'' پھر اگر تم منہ پھیروگے تو میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگونگا میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمہ ہے''

اس طرح مرشدین کرام جو بھی کام کرتے ہیں مثلاً مریدی، ذکر وفکر کی تعلیم، مرید کی نگرانی ونگہداشت اور زندگی کے بعد کے مراحل پر نظر رکھنا اور مرید کے لئے فضل خداوندی کی دعا مانگنا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام کام بلا معاوضہ [1] انجام دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ہر مرید با ایمان خدا کو دیکھتے ہوئے جائے، درجات بلند ہوں، مرید خدا کی تجلیات سے مشرف ہوتا رہے۔ مرشدی کے لئے توکل تمام بر ذات خدا پر چلنا ضروری ہے۔ تعین کا اختیار ممنوع، سوال یا صورت سوال ممنوع، بلا ضرورت دائرہ سے باہر جانا ممنوع اور وہ تمام حدود جو فقیروں کے لئے لازم ہیں ان پر عمل آوری کی ہر مرشد کوشش فرماتے ہیں۔

(ا) خاتمینؑ کی دعوت بھی خالصاً اللہ واسطے ہوتی تھی اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے بھی نبوت کا کوئی معاوضہ کسی سے طلب نہیں فرمایا۔ مرشدین کو بھی خاتمین اور خلفائے الٰہیہ اور انبیاء کرام کا صدقہ نصیب ہوتا ہے اور وہ لوگ بھی معاوضہ کا خیال نہیں کرتے۔ مرشدی کا معاوضہ ادا کرنا کسی بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ یہ لوگ صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھ کر یہ کام کرتے جاتے ہیں۔ کل یوم قیامت مرشدین کرام، مریدین کے گواہ ہوں گے۔ مثلاً ایمان و اعتقاد اور عمل کی کوششوں پر باقاعدہ گواہی دیں گے۔

اللہ کی طرف سے اتنا بڑا انعام ملنا، اس وجہ سے ہے کہ مرشدین مریدین سے نہ تو روپے پیسے یا اپنی حاجت کا سوال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے خدمت لینا پسند کرتے ہیں کوئی کچھ دیدے یا خدمت کردے تو اس کی دلجوئی اور اس کو دین ایمان پر قائم رکھنے کے لئے لے لیتے ہیں یا خدمت کو قبول کر لیتے ہیں ورنہ ان کی نظر اللہ پر رہتی ہے۔

مرشدین کرام کے اسی اسوہ کا صدقہ ہے کہ دنیا دار بھی بعض اوقات بلا معاوضہ کام انجام دیتے ہیں مثلاً ہمارے ہاں عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک وائس چانسلر جگن موہن ریڈی ماہانہ صرف ایک روپیہ معاوضہ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے وائس چانسلر نجیب جنگ بھی صرف ایک روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتے ہیں۔ ممبئی کے سابق پولیس کمشنر حسن غفور صاحب حیدرآبادی بھی صرف ایک روپیہ ماہانہ تنخواہ لیا کرتے تھے

مرشد کامل مل جائے تو مرید کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ اس کی دنیا بھی بہتر گذرتی ہے اور آخرت میں بھی مسائل و پریشانیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ جب زندگی کے تمام معاملات میں ہم خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ مثلاً بچہ کی تعلیم کے لئے اعلیٰ مدرسہ، خود کے لباس، غذا، رہائش وغیرہ کے لئے اعلیٰ معیار، خدانخواستہ بیماری کی صورت میں ماہر ڈاکٹر کی اور اپنے حق کے حصول کے لئے ماہر وکیل کی خدمات کا لیا جانا وغیرہ۔ ان تمام سے بڑھ کر حصول ذاتِ خداوندی وحصول دیدار کے لئے مرشد معیاری یعنی کامل ہونا چاہئے۔ اگر کسی نے اس معاملہ میں رواج یا روایت کو ملحوظ رکھا یا اپنے خاندان کے مرشد ہونے کے ناطے مرید ہو گیا۔ خدانخواستہ پیر ناقص ہوا تو نقصان سراسر مرید کا ہی ہوگا۔

لٰہذا ضروری ہے کہ مریدی کے لئے بھی اعلیٰ معیار کا خاص خیال رکھا جائے۔

ہر زمانہ میں مرشدین کرام نے اعلیٰ معیارات کو برقرار رکھا اور بزرگانِ دین کے ارشادات پر عمل کرنے کی پوری کوشش فرمائی۔ خاص طور پر بزرگوں نے جن باتوں کی تاکید فرمائی اس پر عمل کیا اور جن باتوں سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی اس سے بچتے رہے۔ مثلاً حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے ایک معاملہ دیکھا اور بہ حالت زاری حجرے سے باہر تشریف لائے۔ برادروں نے عرض کیا میاں جی اس قدر زاری کس سبب سے ہے؟ میاںؓ نے فرمایا بندے کو آخر زمانے کے مرشدین دکھلائے گئے ان کی گردنوں میں طوق اور ہاتھ پیر میں زنجیر ڈال کر فرشتے ان کو دوزخ کی طرف لے جاتے تھے۔ کیونکہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کی جگہ بیٹھ کر عصر اور مغرب کے درمیان بیان قرآن کئے، تلقین ذکر کئے، پسخوردہ اور سویت کئے لیکن ان کے یہ کام نہ حکم خدا سے ہوئے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے، نہ مہدی موعود علیہ السلام کی اجازت سے، نہ مرشد کی اجازت سے، محض نفسانیت کی جہت سے بڑائی اور تن پروری کی خاطر انہوں نے یہ کام کئے۔ ان کے لئے قیامت کے روز اس طرح کا عذاب ہے۔ (دیکھئے نقلیات حضرت بندگی میراں سید عالم بارہ بنی اسرائیلؒ)

حضرت بندگی میاںؓ نے خبردار فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مرشد کی اجازت کے بغیر کسی کو مرید کرتا ہے، پسخوردہ دیتا ہے، بہرۂ عام کرتا ہے، میتوں کی تدفین کرتا ہے تو ایسا شخص نفسانیت کی جہت سے بڑائی اور تن پروری کی خاطر یہ عمل کررہا ہے اس سے پرہیز لازمی ہے ورنہ یوم قیامت ایسے شخص کی گردن میں طوق اور ہاتھ پیر میں زنجیر ڈال کر فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ چنانچہ گروہ مقدسہ میں ہونے والے مرشدین کے لئے پیش رو مرشد یا مرشدین کی اجازت اور خوشنودی لازمی اور ناگزیر ہوتی ہے۔ بفضل خدا اسی پر عمل جاری ہے۔

الغرض اللہ واسطے مریدی ہونی چاہیئے۔ اور مریدی کا مقصد صرف ذات خدا کا

حصول ہونا چاہئے۔ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے۔(تمام نیکی کے کاموں میں اہم) یہ کام ہے کہ بندوں کے راز خدا پر ظاہر کرنا اور خدا کے راز بندوں پر ظاہر کرنا۔یعنی بندوں کے گناہوں کی معافی کی درخواست کرنا' اللہ تعالیٰ سے مریدوں کی پریشانیوں کے دور کرنے اور بلاؤں کے دور کرنے کی دعا کرنا اور مرید کے مقامات بلند کی دعائیں کرنا اور دوسری طرف بندوں کو خدا کی طرف سے امید دلانا' ڈھارس باندھنا کہ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائے گا تھوڑے وقت کی بات ہے' نماز' ذکر اور صبر سے کام لو' غلطیوں و گناہوں سے دور رہو انشاء اللہ ساری پریشانیاں دور ہوجائیں گی۔

صحبت صادقین کے فریضہ کی تکمیل مرشد کی خدمت میں حاضری' مرشد کے ارشاد پر عمل کرنا وغیرہ۔ایسا کرنے سے نہ صرف ایک فرض کی تکمیل ہوسکتی ہے بلکہ دیگر فرائض کی طرف بھی عمل کی رغبت بڑھتی جاتی ہے۔مثلاً ترک دنیا' توکل' طلب دیدار خدا' وغیرہ۔اور اللہ ان کی تکمیل بھی کروادیتا ہے۔بہرحال مریدی کے لئے کامل مرشد یا کمال پسند مرشد مفید ہوتا ہے۔

کمال پسندوں کے لئے تین احادیث مبارکہ اگر ہروقت پیش نظر رہیں تو اس سے ان کے مقامات روز بروز بلند ہوتے جائیں گے۔مفہوم احادیث یوں ہے۔

(۱) ''آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کئے رہے' اور اگر دونوں راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔(راوی حضرت ابوایوب انصاریؓ)

(۲) جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کے لئے آئے تو اس کی غلطی معاف کردینی چاہئے۔اور اس کا عذر قبول کرلینا چاہئے۔چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو۔اور اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوض کوثر پر مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔(راوی ابوہریرہؓ)

(۳) حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے میرے پیارے بچے اگر تم سے ہو سکے تو صبح وشام اس طرح گذارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے میل نہ ہو، پھر فرمایا اے میرے بچے یہ (محبت کا رکھنا یا دل کا صاف رکھنا) میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(۸) انکار مہدیؑ کفر

اہل سنت کے پاس یہ ضابطہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار کردے تو وہ کافر ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفۂ رسول ﷺ ہیں جبکہ مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں تو آپؑ کا انکار کرنے والا زیادہ درجہ کا کافر ہے۔ حضورؐ کے فرمان سے ''مہدی نوحؑ کی کشتی کے مانند ہیں جو اس میں سوار ہوا (یعنی تصدیق کیا) نجات پایا اور جس نے منہ پھیرا (یعنی انکار کردیا) غرق ہوگیا''

حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت اقدس میں ملا احمد خراسانی چند ماہ رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ منکر مہدیؑ کو کیا فرماتے ہو؟ حضرتؓ نے فرمایا کافر کہتا ہوں۔ اس نے پھر پوچھا کہ میں اگر انکار کردوں؟ حضرت ثانی مہدیؓ نے فرمایا اگر چہ بایزید ہوں اور انکار مہدی کردیں تو کافر ہو جائیں (تمہاری کیا حیثیت ہے؟)

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا ''جو شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے اور آپ کی ولایت پر ایمان نہ لائے تو ایسا ہی کافر ہوتا ہے جیسا کہ یہود ونصاریٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرکے کافر ہوئے کیونکہ نبوت نبی کا ظاہر ہے اور ولایت نبی ﷺ کا باطن ہے۔

بعض مصدقین کا خیال ہے کہ کلمہ گو کو کس طرح کافر کہنا چاہیئے؟ یعنی کلمہ گو کیوں کر کافر ہوسکتا ہے؟ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی تشریف آوری مسلمانوں کو مومن بنانے کے لئے تھی نا کہ کافر بنانے۔ جن لوگوں نے آپؑ کی مہدیت کی تصدیق کی وہ مومن ہوئے اور جنہوں نے نفس پرستی یا حب دنیا کی وجہ سے انکار کردیا وہ کافر ہوگئے۔

امامنؑا نے جب پہلا دعویٰ ۹۰۱ھ بمقام کعبۃ اللہ رکن ومقام کے درمیان فرمایا اسوقت صرف اتنا فرمایا کہ جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔ دوسرا دعویٰ ۹۰۳ھ احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں فرمایا اور یہ فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔ انکار کرنے والے کو کافر نہیں فرمایا تھا۔ لیکن جب تیسرا دعویٰ ۹۰۵ھ بمقام بڑلی فرمایا تو اس وقت اپنے انکار کرنے والے کو کافر فرمایا۔ اسوقت کا مختصر حال ہم نے کتاب المہدی الموعود سے لیا ہے تفصیل دیکھنا ہو تو اس کتاب میں موجود ہے۔

امام علیہ السلام نے پیراں پٹن سے روانہ ہوکر موضع بڑلی میں اقامت فرمائی۔ یہاں پہنچ کر نماز قصر موقوف فرمائی۔ اور پندرہ دن کے بعد دوشنبہ کے روز بعد نماز فجر اپنی قیام گاہ سے قریب کھرنی کے درخت کے نیچے ایک صاف اور کھلے میدان میں بیانِ قرآن فرمارہے تھے حاضرین میں علماء، فاضل لوگ، امراء، روساء اور مصدقین اور معتقدین ومریدین موجود تھے کہ یک بیک اثناء بیان قرآن آپؑ کے مبارک چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا اور ایسے آثار نظر آنے لگے جیسے کہ نزولِ وحی کے وقت خاتم النبوۃ ﷺ کے مقدس و پرنور چہرہ مبارک پر نظر آتے تھے۔ اس حالت میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حاضرین کو مخاطب فرمایا۔

''یا ایھا الاخوان! تم دیکھتے ہو کہ اس بندے کو پوری صحت ہے بیمار نہیں ہوں، ہوشیار ہوں، نیند اور نشے میں نہیں ہوں، عقل کامل رکھتا ہوں، مجنون ومخبوط الحواس نہیں ہوں، غنی

دل ہوں، مفلس و مضطر نہیں ہوں، ایسی صحت و ہوشیاری، علم و عقل کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے متواتر اور اشدِ تاکید حکم کی بناء پر جو بلا واسطۂ الہام و ملک (فرشتہ) بالمشافہ اس بندہ کو ہو رہا ہے۔"

دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ بندہ مہدی موعود ہے اور خدا کی طرف سے خلیفہ ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع (تام) ہے اور اپنی دعوت پر دو شاہد عدل پیش کرتا ہوں پہلا مطابقت کلام اللہ اور دوسرا اتباع محمد رسول اللہ۔ اور بندہ اس حکم پر مامور من اللہ ہے اور بامر اللہ اپنی دعوت سناتا ہے اس بندہ کی تصدیق فرض ہے اور اس بندہ کا انکار کفر ہے۔ جو بندہ کا مصدق ہے وہ مومن ہے اور جو بندہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

اس فرمان کے بعد سب سے پہلے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضؓ نے نعرۂ آمنا وصدقنا بلند فرمایا، آپ کے بعد تین سو ساٹھ جلیل القدر اصحاب ذی علم نے بھی نعرہ آمنا وصدقنا بلند فرمایا جیسا کہ دور نبوت ﷺ میں اصحابؓ نے کیا تھا۔ مہدی موعودؑ نے اس وقت اپنی دو انگلیوں سے اپنے پرنور پوست کو پکڑ کر فرمایا یہ گوشت و پوست بندہ کا ہے جو شخص اس ذات کی مہدیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ مزید فرمایا سید محمد بن سید خاں کی مہدیت کا انکار کفر ہے۔

نوٹ: (یاد رکھئے حضرت مہدی موعودؑ کے والد کا نام سید عبداللہ اور خطاب سید خاں ہے)۔

بعض احادیث میں بھی انکار مہدیؑ کو کفر فرمایا گیا ہے۔) مثلاً طبقات الفقہاء میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو کوئی انکار کیا مہدیؑ کا پس وہ کافر ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے "جو کوئی جھٹلایا مہدیؑ کو پس وہ کافر ہوا۔ تیسری حدیث شریف میں ہے "قریب ہے کہ نکلے میری امت سے ہر سو سال پر ایک مہدی" ان میں سے نو مہدی لغوی (بہ معنی ہدایت یافتہ) ہوں گے اور دسواں مہدی موعودؑ ہوگا جو اس پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جو اس کو جھٹلایا پس وہ مجھ کو جھٹلایا۔

اس کے علاوہ، انکار مہدیؑ کرنے والے یہ جواز دیتے ہیں کہ وہ مہدیؑ کا انکار نہیں کرتے جو کہ قرب قیامت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آئیں گے۔

یہ انکار اس طرح کا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے حضور صلعم کا انکار کر دیا اور بہانہ یہ داغا کہ ہم احمد کے منتظر ہیں۔ جہاں تک قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان (منکرین مہدیؑ کے) خیالی یا قیاسی مہدی کے آنے کی بات ہے وہ بھی مہدی موعودؑ کو نہ ماننے کا بہانہ ہے۔

ماخوذ از کتاب سراج الابصار:

کتاب نوادر میں ذکر کیا گیا ہے: جس نے قبول نہیں کیا داعی شرع کو از روئے اہانت کے تو کافر ہوا۔ یہاں داعی سے مراد قاضی اور محتسب ہیں۔ (پچھلے زمانہ میں یہ بھی ایک عہدہ ہوا کرتا تھا۔ محتسب کسی سے سنت بھی چھوٹ جاتی تھی تو اس سے جا کر پوچھ تاچھ کرتا تھا یا شرع کی معمولی خلاف ورزی پر ٹوکتا تھا)

پس جب داعیان شرع یعنی قاضی اور محتسب کی اہانت کی وجہ سے کفر ہوتا ہے تو مہدیؑ کا انکار بہ طریق اولیٰ کفر ہوگا۔ منکران مہدیؑ سے پوچھیئے کہ آپ جس مہدی کے منتظر ہیں ان کے اقرار یا انکار کے لئے آپ کے پاس کیا اصول یا ضابطہ ہے؟ تو وہ یہی حدیث شریف کہیں گے جو شیخ علی متقی کا قول ہے کہ پناہ بخدا! اور **لیکن حکم اس شخص کا جس نے مہدی موعودؑ کی تکذیب کی پس تحقیق کہ نبی ﷺ نے مہدی موعود کے جھٹلانے والوں کو کفر کی خبر دی ہے۔** (تمام ہوا فتویٰ، فتویٰ دینے والا یحییٰ بن محمد حنبلی ہے) اس حدیث شریف کی زد میں وہ لوگ آتے ہیں جنہوں نے مہدی برحق، مامور من اللہ، خلیفۃ اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کیا اللہ تعالیٰ نے حضرتؑ کی تصدیق کی توفیق ہمیں بخشی اور ہم مومنین کے زمرہ میں ہیں ہر مصدق کو اللہ نے زمرۂ مومنین میں رکھا ہے۔

منکر مہدی کو کافر کہنے یا سمجھنے میں کیا قباحت ہے جبکہ یہ بھی پڑھئے'' حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلم کو کافر کہے تو دونوں میں ایک اس (کفر) کا مصداق ہوگا اگر مخاطب (جس کو کہا گیا) ویسا ہی ہے تو جیسا کہ کہا گیا تو فبیھــــا (یعنی کوئی حرج یا نقصان نہیں) ورنہ یہ کفر کہنے والے پر صادق آئے گا۔ دیکھئے مفتی مکہ معظّمہ سید احمد بن زینی دہلان کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ''الوسیلۃ العظمیٰ'' مرتبہ مرزا سردار بیگ۔

نــوٹ: اس لحاظ سے انکار مہدی کفر ہونے کے حکم کو نہ ماننا صریحاً خلاف اسلام ہے خلاف حکم رسول اللہ ﷺ ہے خلاف قرآن ہے۔ خلاف ارشاد مہدیؑ ہے۔ یا مہدی برحق کو جھٹلانے کی ناکام کوشش ہے۔

منکرین کی اقتداء نہ کی جائے

بمقام کاہہ نصر پور حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا کہ ''منکران مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر پڑھ لی گئی ہے تو لوٹا لو۔ ہر مصدق اس فرمان پر بلا چوں و چرا عمل کرتا ہے البتہ جن کے دلوں میں شک وشبہ ہے وہ اس حکم امامناؑ کو قبول کرنے میں تامل کرتے ہیں۔ ایسوں کی تفہیم کے لئے چند سطور پیش ہیں۔ اقتداء غیر سے پرہیز کا معاملہ صرف مہدویوں سے ہی جڑا ہوا نہیں ہے بلکہ اہل سنت کے پاس بھی اقتداء کے معاملے میں احتیاط کرتے ہیں کیونکہ ائمہ اربعہ کے پاس مسائل کے لحاظ سے کئی امور میں اختلافات ہیں۔ مثلاً وضو میں سر کا مسح، پورے سر کا مسح امام مالکؒ کے پاس فرض، جبکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس پاؤ سر کا مسح فرض ہے۔ اور امام شافعیؒ کے پاس چند بال چھو لینے سے وضو ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمدؒ کے پاس وتر کی نماز سنت ہے۔ امام اعظمؒ کے پاس واجب اور امام زفرؒ کے پاس فرض ہے۔ اس طرح شب قدر کے تعین میں بھی اختلاف ہے

امام اعظمؒ کے پاس رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔ امام شافعیؒ کے پاس اکیسویں رمضان کو ہے جبکہ امام مالکؒ کے پاس رمضان المبارک کے آخری دہے میں ہے۔ ان اختلافات کے باوجود چاروں اماموں کے ماننے والے خود کو اہل سنت اور مسلمان ہی کہتے ہیں سعودی عرب کے موجودہ شاہی خاندان سے پہلے کعبہ کی مسجد حرام میں فقہ کے چاروں اماموں کے مصلے بچھے ہوئے تھے حنفی امام اپنے وقت پر آتا نماز پڑھاتا، شافعی امام اپنے وقت پر، حنبلی اور مالکی امام اپنے اپنے وقت پر اور اپنے اپنے طریقہ سے نماز پڑھا کر جایا کرتے تھے یعنی تقریباً ہزار سال تک یہ مصلے مسجد حرام میں بچھے رہے تھے۔ اور مسلمان ان اختلافات کو اتحاد اسلامی کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔ نفس کے ورغلانے پر کہ ”مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اتحاد اسلامی کے خلاف ہے۔ تو کیا یہ بات (نعوذ باللہ) دافع ہلاکت امت مہدی موعودؑ کے علم میں نہ تھی؟

چاروں ائمہ مجتہدین کے تعلق سے اہل سنت کا ضابطہ یہی ہے کہ چاروں ائمہ دین میں حق دائر وسائر ہے۔ عدم واقفیت یا معلومات کی کمی کے پیش نظر مہدویوں کی طرف سے نمازوں میں منکرین کی اقتداء کر لینا گناہ ہے۔ اور نمازیں ضائع جا رہی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی خاطر منکرین کی اقتداء کر لی ہے تو ایسی نماز اطاعتِ مہدیؑ کے خلاف ہوگی۔ جس کے دہرانے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ چند لوگ دنیا پرستی، آپسی تعلقات یا غیروں میں رشتہ داری، خوشامد، چاپلوسی وغیرہ وغیرہ جیسے امور کی خاطر بلا کراہت منکرانِ مہدیؑ کی اقتداء کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ ہی گناہ گار نہیں بلکہ جو لوگ ان کو منع نہیں کرتے بلکہ اجازت دیتے ہیں تو ان پر دہرا عذاب ہے۔ تاوقتیکہ غلط رہبری سے رک نہ جائیں۔ ان کی اصلاح حال کے لئے یہ آیت کافی ہے۔

سورہ العنکبوت آیت ۲۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔" اور (ابراہیمؑ نے) کہا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو جو معبود بنا بیٹھے ہو وہ دنیاوی زندگی میں آپسی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کی دوستی کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخاطب وہ مشرکین تھے جنہوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر بت بنا لئے تھے وہ محض دنیاوی زندگی اور آپسی تعلقات کی وجہ سے تھا۔

غور کریں تو وہ مصدقین جو بلا کراہت منکرین کی اقتداء کر لیتے ہیں اور ان کا یہ عمل محض کسی کونسل یا اسمبلی یا پارلیمان کی رکنیت، یا تجارتی مفادات کی خاطر یا عہدہ دار بالا کی خوشنودی کے لئے یا پھر سمدھیانے والوں کی دلجوئی کے لئے ہے۔ الغرض یہ تمام بت ثابت ہوں گے اور کل یوم قیامت ان کی غلطی بتلادی جائے گی تو ان سے اپنی گزشتہ وابستگی سے انکار کر دیں گے لیکن اس وقت یہ انکار یا بے تعلقی کچھ کام نہ دے گی۔ گزشتہ زندگی کے پوجے جانے والے بت ہی باعث عذاب ہوں گے۔ بہتر یہی ہے کہ آج ہی توبہ کر لیں اور غیروں کی اقتداء سے باز آ جائیں اور اب تک کی رائیگاں نمازوں کو دوبارہ پڑھیں کیونکہ جو نمازیں قضاء ہوئیں بھی تو ان کی قضاء باقی ہی رہتی ہے۔ یہ سجدے تو مہدی موعود علیہ اسلام کی نافرمانی اور بغاوت کی تعریف میں آئیں گے۔ اللہ غفور ورحیم ہے سچے دل سے توبہ کر لیں اس سلسلہ کو بند کر کے مصدق امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کر دیں ہر نماز کی ادائی کے بعد قضاء بھی پڑھتے چلے جائیں انشاءاللہ ندامت کے ساتھ کی یہ قضاء نمازیں بھی ادا میں شمار ہوں گی اور نمازوں کو چھوڑنے پر جو عذاب ہونے والا تھا اس سے محفوظ رہ جائیں گے۔

امامنا علیہ السلام کے فرمان پر غور کیجئے آپؑ نے فرمایا (مفہوم) منکران مہدیؑ کی

اقتداء مت کرو اگر کرلی گئی ہے تو نماز دوبارہ لوٹا کر پڑھو۔ خلیفۃ اللّٰہی شان عیاں ہے۔ ایسے مواقع دوبار آتے ہیں ایک جب آپ منکرین کی مسجد میں چلے جائیں جماعت کا وقت معلوم نہ تھا اچانک نماز کی جماعت قائم ہوگئی تو احترام نماز کی خاطر ان لوگوں کے ساتھ بنا نیت رکوع وسجود کرلیں اور بعد ختم نماز اپنی نماز کو دہرالیں۔ دوسرا موقع اسوقت آتا ہے جب آپ حج کے لئے جائیں میدان عرفات میں نویں ذی الحجہ کو پہلے ظہر کی اذاں (وقت ہونے پر) دی جاتی ہے اور شاہی خاندان کا یا شاہ سعود کی طرف سے مقرر کردہ امام نماز پڑھاتا ہے۔ ظہر کی نماز کے تھوڑی دیر بعد عصر کی اذاں دی جاتی ہے۔ اور سب لوگ عصر پڑھ لیتے ہیں۔ مجمع میں پھنسنے سے مصدقین کو یہ دو نمازیں بنا سبب ادا کرنی پڑتی ہیں جو بعد میں حکم امامنا پر لوٹائی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ مصدقین، جماعت کثیرہ کہکر نماز پڑھ لینے والوں کے مقابلے میں ممتاز ہوجاتے ہیں اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوجاتے ہیں کیونکہ ان دونوں نمازوں کا دوبارہ ادا کرنا محض خلیفۃ اللہ کے حکم پر ہوا ہے۔

یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ سال بھر میں ایک بار مقام میدان عرفات، تاریخ نویں ذی الحجہ یہ دو نمازیں تھوڑے وقفہ سے پڑھتے ہیں لیکن اس بات کا اطلاق دنیا میں کسی مقام پر نہیں ہوتا نہ ہی کسی اور تاریخ یا مہینے میں کہیں اور ایسا کر سکتے ہیں۔

منکر امام کی اقتداء میں جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانا واجبی ہے۔ چنانچہ جب مزدلفہ میں آتے ہیں تو یہ دونوں نمازیں پڑھ لیں۔ الغرض ان دو موقعوں کے علاوہ اور کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا احتیاط برقرار رکھیں۔

مہدی موعود علیہ السلام جو بھی فرماتے بحکم خدا فرماتے تھے آپ کے فرمان سے ایک حرف کا قبول نہ کرنے والا خدا کی پکڑ میں آئے گا۔ اللہ ہر مصدق کو اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔

منکرانِ مہدیؑ کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں کے غور وفکر کے لئے تین واقعات پیش ہیں۔

(۱) انگریزوں کے دور میں دادا بھائی نوروز جی جو پارسی (آگ کی پوجا کرنے والے) تھے ان کو کسی کونسل کی رکنیت دی گئی۔ سب کی طرح انجیل پر ہاتھ رکھ کر حلف لینا تھا لیکن انہوں نے انکار کردیا اور کہا کہ ان کی مذہبی کتاب ''ژنڈہ ویسٹا'' لائی جائے وہ لائی گئی اس پر ہاتھ رکھ کر نوروز جی نے حلف لیا۔ حالانکہ اس وقت سارے ہندوستان میں پارسی پچاس ہزار رہے ہوں گے۔ اور دور انگریزوں کا تھا۔ نوروز جی کے دل میں نہ تو سیٹ چھن جانے کا خوف آیا اور نہ ہی انگریزوں کی ناراضگی کا ڈر ان کو ڈگمگایا۔ نہ ہی ان میں احساس کمتری پیدا ہوا۔ ان تمام سے اونچے اٹھ کر انہوں نے یہ جراءت مندانہ کام کیا۔ اس طرح انہوں نے خودداری اور اپنی مذہبی وابستگی کا ثبوت دیا۔ منکرین کی اقتداء کرنے والے کیا نوروز جی سے بھی زیادہ گئے گذرے ہیں کہ ممانعت کے باوجود مرعوبیت کی وجہ سے نمازیں ٹھونکتے آرہے ہیں۔

(۲) کسی ملک کے امیروں اور فوجیوں نے پڑوسی ملک کے بادشاہ کو کہلوایا کہ وہ ان کے ملک پر حملہ کریں بادشاہ نے حملہ کیا۔ فتحیاب رہا' دربار آراستہ ہوا سازشی امیر و فوجی اس امید میں چلے آئے کہ فاتح بادشاہ کی طرف سے انعام واکرام ملے گا۔ اُلٹا اس بادشاہ نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دیا کیونکہ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ امیر و فوجی'' **اپنے بادشاہ کے وفادار نہیں ہیں تو یہ میرے کیا وفادار ہوسکتے ہیں''؟**

(۳) غیرت دلانے کے لئے یہ معاملہ بھی اہم ہے کہ محلّہ میں گاؤ قصاب ہے تین پشتوں سے کاروبار جاری ہے۔ بالکل قریب اور اطراف میں پانچ مہدویہ مساجد ہیں مگر کیا مجال جو انہوں نے ہماری کسی مسجد میں آکر نماز پڑھی ہو' حالانکہ تمام گاہک مہدوی ہیں۔ لیکن انہوں نے کاروبار کی خاطر کبھی اِدھر کا رخ نہیں کیا' جبکہ مذہبی معلومات بھی ان کو خاطر خواہ حاصل نہیں ہیں۔ منکرانِ

مہدی کی اقتداء کرنے والے مصدقین کے لئے ان قصابوں کا یہ عمل کسی تازیانے سے کم نہیں۔

ان واقعات کی روشنی میں قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جب کوئی مصدق کسی وجہ سے ان کی اقتداء کرلیتا ہے تو منکرین یہی کہتے ہوں گے کہ یہ نمازی جس کے امام (مہدیؑ) نے ہماری اقتداء سے منع کیا ہے تو یہ اپنے امام کے حکم کی سرتابی بلکہ بغاوت کررہا ہے۔ اس طرح یہ ہمارا دوست کیسے ہوگا۔ اور اس پر ہم قطعی بھروسہ نہیں کرسکتے۔

بات چل رہی تھی احکامات ولایت کی۔ گزشتہ صفحات میں آپ نے آٹھ احکامات پڑھے اب آیئے نویں حکم ولایت نوبت پر بھی کچھ اظہار کیا جائے۔

(۹) ہجرت

احکام ولایت کا گیارہواں حکم ہجرت کا ہے، حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے ''ہجرت یوم قیامت تک باقی ہے'' امامنا نے جونپور سے ہجرت فرمائی اور دوبارہ جونپور تشریف نہیں لائے۔ مسلسل ہجرت فرماتے رہے۔ اس زمانہ میں جبکہ سواریاں نہیں تھیں راستے ناہموار تھے۔ تقریباً دس ہزار میل کا سفر فرمایا ہے۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔ ''ہجرت نہیں منقطع ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی اور توبہ منقطع نہ ہوگی جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو''

مہدی موعود نے فرمایا۔ ہمارا گروہ سوائے مہاجروں کے نہ ہوگا۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے فرمایا جو شخص ترک دنیا کیا اور ہجرت وصحبت سے باز رہا تو اس کی ترک دنیا، طلب دنیا کے برابر ہے۔ پس اس پر فرض ہے کہ ہجرت اور صحبت (مرشد) اختیار کرے ورنہ اس کے لئے دین کا بہرہ کچھ نہیں پہنچتا''

(۱۰)عشر

احکام ولایت میں دسواں حکم عشر کی بابت ہے۔ کاسبین تو کسب کرتے ہیں خواہ تجارت سے ہو یا نوکری سے ان کو اپنی جائز آمدنی کا دسواں حصہ عشر نکالنا فرض ہے۔ آمدنی مٹھی بھر آٹا ہو تو اس میں سے بھی دسواں حصہ چیونٹیوں کو ڈالنا ہوتا ہے۔ عشر کی برکت سے دل سے مال کی محبت دور ہو جاتی ہے۔ خدا کی محبت آ جاتی ہے۔ عشر کی پابندی مرشدین و فقرائے کرام بھی فرماتے ہیں۔ مرشدین نو دفیصد راہ مولیٰ میں دیتے ہیں اور دس فیصد اپنے لئے رکھتے ہیں یا ساری رقم راہ مولیٰ میں دیدیتے ہیں۔ مال کی محبت کا دل میں قرار نہ پکڑنا بڑی کامیابی ہے اور خدائے تعالیٰ کے راستوں پر تیز گام کر دیتا ہے۔ عشر کے مستحق وہ فقراء ہیں جنہوں نے اللہ پر توکل کیا اور تارک دنیا ہیں جو مقررہ یا بندھی ہوئی آمدنی کو پسند نہیں کرتے۔ اللہ کی راہ میں بندھ گئے ہیں ایسوں کو عشر دینا چاہئے۔ ان کے علاوہ قریبی رشتہ داروں کو جو واجب الرحم کثیر العیال ہیں قرض دار ہیں مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے ساتھ ساتھ مصدق بیماروں، مفلسوں محتاجوں، بیواؤں، یتیموں کو عشر دیا جا سکتا ہے۔

(۱۱)نوبت

دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور ہر تین گھنٹے کا ایک پہر، اس طرح جملہ آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ مہدی موعود علیہ السلام نے آٹھ پہر کے ذاکر کو مومن فرمایا ہے۔ تو کیا آدمی مصروفیات کو چھوڑ سکتا ہے؟ اور آٹھ پہر کا اچانک ذاکر بن سکتا ہے؟ ایک دن میں ایسا نہیں ہو سکتا خدا کا فضل رہا اور مصدق مسلسل اس جانب متوجہ ہو کر اوقات کی پابندی کرتا رہا تو خدا کے فضل سے آٹھ پہر کا ذاکر بن جائے گا۔ نوبت کا مطلب باری ہے۔ نوبت کا عمل رات عشاء کے بعد تین پہروں کا ہوتا ہے۔ اور تین جماعتیں بن جاتی ہیں۔ پہلی جماعت پہلے پہر تک جاگ کر اللہ

کی یاد کرتی ہے۔ دوسری جماعت دوسری باری میں اور تیسری جماعت تیسری باری میں مصروف بہ ذکر ہوجاتی ہے۔ ہر باری کے ختم پر تسبیح دی جاتی ہے۔ (تہجد گزار حضرات بہ پابندی تہجد کی نماز بھی ادا فرمالیتے ہیں) تیسری باری کے ختم کے بعد وقت فجر ہوجاتا ہے۔ پھر فجر کی نماز تینوں جماعتیں ادا کرتے ہیں۔ اور فجر کے بعد ڈیڑھ پہر مزید ذکر اللہ میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

امامنا علیہ السلام نے نوبت کی تاکید فرمائی ہے اور آپ نوبت کی نشستوں کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ گزشتہ پچاس برس پہلے تک بھی یہ عمل جاری تھا اب بھی اگر کسی مسجد میں تین فقرائے کرام ہوں اور نوبت جاگنا چاہیں تو نوبت جاگ سکتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آج بھی یہ مبارک عمل کا سلسلہ بعض جگہوں پر جاری ہے۔

(۱۲) سویت

صاحبان ارشاد کے دائروں میں جب بھی کوئی نقد یا جنس راہ اللہ آجاتا تو مرشد دائرہ اس کو موجود فقراء میں مساوی تقسیم فرمادیتے یا کسی کو ان کی ضرورت کے لحاظ سے تھوڑا سا اضافہ دیدیتے تھے۔ اس کو سویت کہتے ہیں۔

احکامات ولایت کا بیان ختم ہوا۔

اب قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ہمارے لئے عمل کی راہیں کس طرح کھلتی ہیں ''کرنیں'' کے عنوان سے چند آیات کے تراجم پیش ہیں۔ قرآنی آیات تو سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ بزرگوں سے سنی ہوئی یا کتابوں میں پڑھی ہوئی باتوں کی روشنی میں چند آیات کی مختصراً تفہیم کی جارہی ہے۔

☆☆☆☆☆

کرنیں

حدود کسب اور احکامات ولایت کا جواز بفضل خدا قرآنی آیات سے بھی بتلایا گیا۔ اب آیئے چند قرآنی آیات کو گروہ مقدسہ کے بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں ''کرنیں'' کے زیر عنوان سمجھا جا سکے۔

سورہ بنی اسرائیل آیت (۸)

''اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔''

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے''

مومن کا کام ہے کہ جہنم سے بچانے کی اللہ سے دعا کرے اور ایسے اعمال ہرگز نہ کرے جو داخل جہنم کر دینے کا ذریعہ بنیں۔ بندۂ مومن کا کام ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسکا قرب اور اس کے دیدار کی آرزو رکھے اور کام بھی ویسے ہی کرے جیسے کہ خدا کو مطلوب ہیں۔ سیرت خاتمین علیہ السلام پر چلنے کی پوری کوشش کرے انشاء اللہ قربت خداوندی نصیب ہوگی۔

سورہ بنی اسرائیل آیت (۵۳)

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو کیونکہ شیطان بدکلامی سے لوگوں میں جھڑپ کرواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

آیت کریمہ کے ذریعہ یہ فرمایا جارہا ہے کہ بہتر بات کو منہ سے نکالو جو دل میں آیا مت کہو خاص طور پر غصہ کے وقت گفتگو سے پرہیز ہی رکھو۔ کیونکہ حالت غیض وغضب میں کوئی بات منہ سے نکل جائے تو وہ قابل مواخذہ ہوتی ہے اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور معافی نہ ملے تو سخت عذاب ہوگا۔ شیطان تو کھلا دشمن ہے اسکی ہر معاملہ میں مخالفت کرو۔

سورہ القصص آیت (۸۳،۸۲)

''یہ عالم آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو روئے زمین پر نہ بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور انجام تو پرہیز گاروں کے لئے ہے۔''

مہدی موعودؑ کی تصدیق کی برکت سے بندہ مومن خود میں بڑائی کو جگہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کو ترکِ انا کی تعلیم ملی ہے۔ جب انا کو ترک کر دیا تو گویا خدا سے قریب ہو گیا۔ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا۔ نفس باقی فساد باقی۔ جب اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کو نفس کی غلامی سے نجات دے دی تو وہ پھر فساد سے دور ہو گیا۔ یعنی اس کی ذات میں خیر ہی خیر آ گیا۔ فساد برپا کرنا یا بڑائی ہانکنا نفس کی موجودگی کی دلیل ہے۔ ارشاد حضرت بندگی میاںؓ خود کو بڑا جاننا اپنی ہستی کے اقرار کی دلیل ہے جب کہ مہدی موعود علیہ السلام سے ہم نے اپنی ہستی کو ترک کر دینے کی تعلیم پائی ہے۔

جب نفس مودب ہو گیا، فروتنی و عاجزی آ گئی تو پھر بفضل خدا دنیا شر و فساد، خود پسندی، ظلم و ستم یا انانیت سے محفوظ ہو گئی۔ بندۂ مومن حقیقی طور پر وہی ہو گا جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ پرہیز گاری تب ہی آ سکتی ہے جب عالیت پر قدم رکھیں۔ متقیوں کے لئے تو نیک انجام ہے۔

سورہ لقمان آیت (۲۲)

''اور جو شخص اپنی ذات کو اللہ کے حوالہ کر دیا اور وہ محسن بھی ہو تو اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔''

حضور خاتمین علیہم السلام کی تعلیم یہی ہے کہ بندۂ مومن اپنے تمام معاملات کو اللہ کے حوالہ کر دے۔ توکل تمام بر ذات خدا اور بے اختیار شو کی تعلیم کا مفہوم یہی ہے کہ کل معاملات میں اللہ پر بھروسہ رکھے اور جس حال میں خدا رکھے اس پر رضا کا راستہ اختیار کرے۔ کیونکہ رضا صبر سے افضل ہے۔

الغرض اپنی ذات کو اللہ کے حوالہ کرنا اس وقت آسان ہو جاتا ہے جب ہم خود پر یا اپنے جیسے انسانوں پر بھروسہ نہ کریں اسکے برعکس منشاء خداوندی یہی ہے کہ ہر نفس صرف خدا کی ذات پر بھروسہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جانوروں کی مصیبت خدا ہی دور فرما دیتا ہے۔ بعض تو ایسے ہیں کہ دوسرے وقت کی غذا کو محفوظ نہیں رکھتے اس کے باوجود خدا کی طرف سے ان کی غذا وقت پر پہنچ جاتی ہے انسان بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو پھر اس کا ہر معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ خود سپردگی اور توکل بندۂ مومن کو خدا سے قریب کر دیتے ہیں۔ فرامین مہدیؑ پر عمل سے بندہ محسن بھی ہو جاتا ہے اور خود کو خدا کے حوالے کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

سورہ الشعراء آیت (۳۷)

''اور تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں جو تم کو ہمارے نزدیک مقام دیں بلکہ اس بندہ کو نزدیک کرتی ہیں جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا''

فرمایا جا رہا ہے کہ اموال یا اولاد سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بندۂ مومن کے لئے جو ایمان لایا اور عمل صالح (ترک انا و ترک خودی) کیا اس کو خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ عمل صالح اس وقت فائدہ بخش ہوگا جب ہم سچے مہدوی ہوں۔ امامنؑا کی تعلیمات پر چلیں بنا ایمان' بنا تصدیق مہدیؑ ترک انا و ترک خودی کس طرح ہو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ صرف بہ صدقۂ مہدی موعودؑ مصدقین کے نصیب میں آتا ہے۔ بنا عمل صالح کے خیر خیرات کر دینا' عبادات کر لینا' قرآن خوانی کروانا' علم دین سکھلا دینا یہ تمام چیزوں سے مُلّا' حافظ یا مفتی تیار ہوتا ہے۔ تصدیق مہدیؑ کی برکت سے ترک دنیا' ترک ہستی و خودی وغیرہ سے اپنی ہستی سے کامل کراہت آ جاتی ہے۔ و نیز لذت' شہرت اور عزت سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ ہر سانس مصروف ذکر ہو جاتی ہے۔ خدا کا تقرب ان تمام مراحل کے بعد ہی ممکن ہے۔ ان کے بغیر ناممکن ہے۔

سورہ المومن آیت (۷)

''جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تُو رحمت و علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے تو جنہوں نے توبہ کی تیرے راستے پر چلے ان کو بخش دے۔ اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب ان کو ہمیشہ کی جنتوں میں داخل فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔''

تعریف کے مستحق وہ ہیں جو تارک الدنیا ہوتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ بصدقۂ مہدی موعودؑ تارک الدنیا حضرات میں تبدیلیاں شروع ہوجاتی ہیں۔ تائب وہ ہوتے ہیں کہ ان کے دل کی کدورتیں دور ہوجاتی ہیں۔ دشمن بھی ان سے راضی ہوجاتے ہیں۔ ان کا لباس تبدیل ہوجاتا ہے کل تک جو سوٹ بوٹ میں رہتے تھے کرتا، پاجامہ، رومال، شملہ، شیروانی، یا پگڑی، انگرکھے میں ملبوس ہوجاتے ہیں۔ نشست و برخواست تبدیل ہوجاتی ہے۔ بجائے دنیا داروں کے ان کا اٹھنا بیٹھنا فقرائے کرام یا مرشدین کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ طبیعت میں قناعت و استغناء آجاتے ہیں۔ زبان سے نازیبا کلمات نکلنا کم یا بند ہوجاتے ہیں۔ وہ ہر لمحہ خدا کو کس طرح حاصل کروں، کی دھن میں رہتے ہیں۔ تائب کے لئے اتنی بلندیاں تب ہی ممکن ہیں جب انہوں نے کسب کے زمانے میں حدود کسب پر عمل کیا ہو۔ حدود کسب کی پابندی، فقیری کو آسان بنادیتی ہے۔ بفضل خدا تائب حضرات توبہ کی برکت سے ذکر کے پابند ہوکر خدا کے قرب کے راستوں پر چلنا شروع کردیتے ہیں۔ فرشتوں کی دعا یہی ہوتی ہے تیرے قرب کے ان مسافروں کو تو قرب عطا فرما تیرے فراق اور تیری دوری سے بچالے اور اپنا وصال عطا فرما۔ تیرا فراق جو کہ جہنم سے بھی زیادہ عذاب کا باعث ہے ان کو بچالے۔

سورہ الزمر آیت (۴۲)

''اللہ ہی لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی جانیں قبض کرتا ہے اوران جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آتی، سونے کے وقت (قبض کرلیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکا ان کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک مقررہ مدت کے لئے چھوڑ دیتا ہے''

یعنی انسانوں کی روحیں حالت نیند میں قبض کرلی جاتی ہیں اور بیداری کے بعد مقررہ مدت تک کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''باوضو سویا کرو'' بزرگوں کا عمل یہی رہا کہ وہ ہمیشہ باوضو رہا کرتے ہیں۔ اور سوتے وقت بھی باوضو سویا کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ دوران خواب روح قبض کرلی جائے اور واپس نہ آئے تو ویسی صورت میں وہ اللہ کے حضور پاک وصاف جائیں کیونکہ وضو سے مکمل پاکی حاصل ہوجاتی ہے۔ حضور ﷺ کی ہر بات میں حکمت ہے اور ہماری بھلائی ہے۔

سورہ الزمر آیت (۶۸)

''اور صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہوں گے بے ہوش ہوجائیں گے بجز ان کے جن کو اللہ چاہے''

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ''قیامت بُروں پر قائم ہوگی۔ یعنی جو لوگ نیک تھے وہ قیامت کی ہولناکیوں سے بے ہوش نہیں ہوں گے۔

گروہ مقدسہ میں عذاب قبر، پل صراط، قیامت کی ہولناکیاں وغیرہ پر سب کا ایمان تو ہے اور ہم ڈرتے بھی ہیں لیکن ان کے تذکرے کم سننے یا پڑھنے کو ملتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بندۂ مومن ذکر اللہ میں مصروف ہوجاتا ہے تو پھر ان تذکروں کے لئے اس کو وقت نہیں ملتا۔ یہ صدقہ ہے مہدی موعود علیہ السلام کا کہ یہ تمام مراحل وامتحانات یا عذاب سے اللہ بچالیتا ہے۔

سورہ الشوریٰ آیت (۳۶)

''(لوگو) جو مال ومتاع تم کو دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ان کے لئے جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں''

اللہ تعالیٰ کے پاس جو ہے وہ ہمیشہ باقی، برقرار رہنے والا ہے اس میں بال برابر بھی کمی نہیں آتی ہے۔ انعام ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے اللہ پر، کتب پر، انبیاء علیہم السلام پر، حضور اکرم ﷺ پر اور مہدی موعود علیہ السلام پر ایمان لایا و نیز ایمان بالغیب بھی رکھتے ہیں۔ ایمان کے بعد توکل علی اللہ کا مقام ہے۔ حضور مہدی موعودؑ نے ہم کو توکل تمام بر ذات خدا کا حکم دیا ہے۔ یعنی ہر معاملہ میں خدا ہی پر بھروسہ رکھو' 'خدا سے بھی کچھ نہ مانگو'' جیسی اعلیٰ تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ ''خدا سے خدا کو مانگو'' اتنی اعلیٰ تعلیم دینا ہی مہدی موعودؑ کے مہدی ہونے کی دلیل ہے۔

سورہ الزخرف آیت (۳۶)

''اور جو شخص اللہ کے ذکر سے آنکھیں بند کرلے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں۔''

اللہ کے ذکر سے غفلت شیطانی وسوسوں سے آتی ہے اور ان کے پھندے میں بندۂ مومن خدانخواستہ پھنس جائے تو شیطان مسلط ہوجاتا ہے اس سے بچنے کا طریقہ مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے۔ مفہوم فرمان مہدیؑ یوں ہے کہ

چار چیزیں ہیں (۱) دنیا (۲) مخلوق (۳) نفس (۴) شیطان

فرمایا دنیا اور مخلوق کو چھوڑ سکتے ہو لیکن شیطان اور نفس سے خدا کی پناہ چاہو۔ خدا کی پناہ میں آگئے تو پھر انشاء اللہ نفس اور شیطان کی مکّاریاں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گی۔

سورہ البلد آیت (۱۲ تا ۱۸)

''اور آپ کو کیا خبر ہے کہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن چھڑانا''

مفہوم: کسی غلام کو خرید کر آزاد کر دینا، کسی مقروض کا قرض للہ ادا کر دینا وہ بھی گردن چھڑانا ہے۔ خاص طور پر وہ آدمی جو سودی قرض میں گرفتار ہے اس کی گردن چھڑانا افضل واولیٰ ہے کیونکہ یہ شخص ہر ماہ اپنے اور اپنے گھر والوں کا گوشت بلکہ خون تک بطور سود ادا کرتا ہے۔ مقروض کے گھر پر سودخور کا آنا گھر والوں کو شرمندہ کر دیتا ہے اور مقروض کی بے عزتی کا سبب بن جاتا ہے اسی رنج وغم کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے مقروض اور خاص طور پر سودی قرض میں گرفتار لوگ قابل ترجیح ہوتے ہیں کہ ان کی گردن پہلے چھڑائی جائے۔

گردن چھڑانے سے مراد وہ شخص بھی ہوسکتا ہے جسکو بلا وجہ پولیس نے پھنسا کر لاک اپ میں بند کر رکھا ہے۔ یہ عارضی قید سے اس کو چھڑانا ہے۔ یا میعاد سزا پوری ہو جانے کے باوجود رہا نہیں کیا گیا ہے یا شدید بھوکا شخص قابل رحم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں محض مسلمان ہونے کی بناء پر لوگوں کو جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے پاس پیروی کرنے اور خود کو چھڑانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے ایسوں کی مدد اور دستگیری بھی گردن چھڑانے کی تعریف میں آتی ہے۔

سورہ النساء آیت (۸۶)

''اور جب تم کو کوئی احترام سے سلام کرے تو تم اس کا اس سے بہتر طریقے سے جواب دو یا وہی الفاظ دہراؤ۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے''

ہمارے ہاں خاص طور پر مرشدین کرام سب سے زیادہ قابل احترام ہیں ان کے بعد فقرائے کرام کہ ان کی فقیری کے سبب احترام ملتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی کو عہدہ ومرتبہ کی وجہ سے، کسی کو مال ودولت کی وجہ سے، کسی کو علم وہنر کی بدولت قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو جب کوئی احترام سے سلام کرے تو ان لوگوں کا کام ہے کہ حسب حکم قرآنی سلام کرنے والے

کے سلام سے بہتر اور دل نشین انداز میں جواب دینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی احتراماً جھک رہا ہے اور جواب دینے والا بے رخی یا روکھے پن یا متکبرانہ انداز سے جواب دے۔ بعض لوگ سلام میں پہل نہیں کرتے اگر کوئی سلام کرے تو گردن ہلا کر جواب دیتے ہیں۔ تو بعض لوگ بائیں ہاتھ سے جواب دیتے ہیں۔ بہر حال انسان خواہ کتنا ہی سماجی طور پر محترم رہے، اخلاق اور نیستی و عاجزی کا دامن نہ چھوڑے۔ اور بہتر طریقے سے یا کم از کم وہی الفاظ دہرا کر جواب دے بلکہ کوئی آدمی کسی کو احتراماً سلام کرتا ہے تو یہ اس کا احسان ہے جو قابل احترام سمجھ رہا ہے۔ جواب دینے والوں کو چاہیئے کہ اس سے بہتر انداز سے یا کم از کم اسی انداز سے سلام کا جواب دے دیں۔ اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

سورہ النساء آیت (۱۸)

"اور توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو ساری عمر بُرے کام کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ جائے تو اس وقت کہتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کے لئے توبہ ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

آدمی گناہ کرتا ہے لیکن ایک عمر کے بعد وہ ان کو چھوڑ دے اور رجوع الی اللہ ہو جائے اور بقیہ عمر ندامت کے ساتھ احکامات شریعت وطریقت کے تحت باعمل رہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ ساری عمر گناہوں میں بسر ہوئی اور وقت کو ضائع کر دیا اور موت سے پہلے توبہ کر لی۔ ایسا کر لینے سے اس آدمی کے گزشتہ گناہوں کا حساب کتاب بلکہ عذاب ساقط نہیں ہوگا یہ اور بات ہے کہ بنا توبہ مر جانے سے آخری وقت کی توبہ بھی غنیمت ہے۔ اور یہ توبہ رائیگاں نہیں جائے گی۔ مومنین کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ وہ اپنے

نیک اعمال سے بڑے بڑے انعامات کے مستحق قرار پاتے تھے لیکن اب یہ انعامات ان کے حصہ میں نہیں۔ کیونکہ وقت ضائع کر دیا۔

جیسا کہ آیت کے شروع میں فرمادیا گیا کہ توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو ساری عمر بُرے کام کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی نے توبہ کر لی لیکن وہ گناہوں سے باز نہ آیا تو اس کی ایسی توبہ بے فیض رہے گی۔ مثلاً لہو ولعب سے تو بچ گیا' حرام کاموں سے تو بچ گیا لیکن مخلوق خدا کی دل آزاری کرتا رہا اور حقوق سلب کرتا رہا۔ انا کا پیکر رہا۔ تو ایسی توبہ بیکار ہی رہے گی توبہ کا منشاء آدمی کا گناہوں سے مکمل توبہ کر لینا ہے خواہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ توبہ کر لینے کے بعد جب نفس نے اور اطراف کے لوگوں نے سمجھا دیا کہ اب چونکہ تم نے توبہ کر لی ہے لہٰذا جب چاہے' جہاں چاہے 'جس کی چاہے بے عزتی کر دو۔ دل آزاری کر دو' تمہارے ماتھے پر توبہ کا جھومر لٹک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تائبین کو راہ راست پر چلنا نصیب کرے

گناہ کے بعد ندامت کا پیدا ہونا اور توبہ کر لینا اچھی بات ہے۔ اس کے برعکس توبہ کا گھمنڈ اور مسلسل بلا توقف روزانہ کی دل آزاریاں تائب کو تجدید توبہ کی طرف نہیں آنے دیتے۔ حالانکہ توبہ کے بعد گناہ اس توبہ کو ختم کر دیتا ہے جس سے تجدید توبہ کی ضرورت پڑتی ہے اگر اس حالت میں یہ ''تائب'' مرجائے تو اس پر سے گناہوں کا بوجھ نہیں ہٹے گا۔ اور مستحق عذاب ہوگا۔ حالت کفر میں توبہ کرنا یا توبہ نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ ایمان اور کفر کے لحاظ سے معاملہ ہوگا۔ کافروں کو پہلے ایمان لانا چاہیئے خاص طور پر وہ لوگ جو پہلے مومن تھے پھر نفس کے مغالطہ میں آ کر کفر وارتداد کا راستہ اختیار کر لیا ایسے لوگ خدانخواستہ اسی حالت کفر وارتداد میں مر گئے تو سیدھے دوزخ میں جائیں گے۔

سورہ بقرہ آیت ۱۶۵

''جو لوگ مومن ہیں اللہ ہی کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں''۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے خدا کی ذات سے عشق کی تعلیم فرمائی ہے۔ پوچھا گیا عشق کہاں سے لائیں فرمایا عشق عطائی تو پیغمبروں کے لئے ہے تمہارے لے کسب کرنا ہے''۔ مصدقین کے لئے لازمی ہے کہ ذات خدا کو پانے کے لئے مہدی موعودؑ کی تصدیق سچے دل سے کریں آپؑ کی ہر بات پر آمنا وصدقنا کہیں، ترک دنیا کریں، ہر سانس کو اللہ کے ذکر سے معمور رکھیں انا کو فنا کریں، خود کو تحسین سے دیکھنے کے بجائے کراہت سے دیکھیں خود پر ملامت کرتے رہیں اس طرح نفس کو کمزور کریں۔ انشاء اللہ یہ (طریقے کسب کے) خدا سے قریب کردیں گے اور خوشنودی حاصل ہوجائے تو دیدار ہوجائے گا۔

سورہ البقرۃ آیت (۲۱۹)

''لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں! آپ فرمادیجئے جو ضرورت سے زیادہ ہو''

امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ''مومن ذخیرہ نہ کند'' یعنی مومن کو ذخیرہ نہیں کرنا چاہئے یا یہ کہ مومن ذخیرہ نہیں کرتا۔

سورہ المائدہ آیت (۳)

''آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا''

مہدی موعودؑ نے وصال سے پہلے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا ''دین بوجہ شریعت کامل ہونے پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے اصحابؓ کو اس آیت سے مخاطب کیا تھا۔ دین بوجہ طریقت کامل ہونے پر فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے کہ

''اے سید محمد تو بھی اپنے اصحاب کو اس آیت سے مخاطب کر''

سورہ المائدہ آیت (۱۱)

''اور ایمان والے تو اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں''

مہدی موعودؑ نے فرمایا''توکل تمام برذات خدا''یعنی اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھو۔

سورہ المارج آیت (۸)

'' جس دن (یعنی یوم قیامت) آسمان ایسا ہوجائے گا جیسا تیل کی تلچھٹ (یعنی سرخ) اور پہاڑ ایسے ہوجائیں گے جیسے (دُھنی ہوئی) رنگین اون' کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں گے۔ گناہ گار چاہے گا اس دن کے عذاب سے رہائی پانے کے لئے'' اپنے بیٹے' اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا وہ خاندان جس میں وہ رہتا تھا۔ اور جتنے آدمی زمین میں ہیں وہ سب کچھ بطور فدیہ دے دے۔ لیکن ایسا ہرگز نہ ہوگا' یوم قیامت عذاب کی شدت کے وقت فدیہ میں سب دیدینا بھی چاہے تو مجبوری و بے بسی کی وجہ سے ناقابل قبول ہوگا۔ اس کے برعکس دنیا میں فرامین مہدیؑ پر عمل کرلینے والا مصدق یعنی مہدوی اس دن خوش وخرم رہیگا کیونکہ اس نے بفضل خدا دنیا میں اختیار سے ہوش وحواس سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے ترک دنیا اور قید قدم کرلیا تھا۔ فقیری کے آداب کی پیروی اور ذکر دوام کرتا تھا۔ اور عزلت گزیں ہوگیا تھا۔ نتیجہ میں اس کے دل سے بیٹوں' بیوی' بھائی اور خاندان' اطراف وجوانب کے لوگ ان سب کی محبت نکل چکی تھی اور اس کے پورے وجود میں ذات باری تعالیٰ کی محبت جاری وساری ہوچکی تھی کیونکہ اس نے عزلت اختیار کر کے گوشہ نشینی اور خاموشی کو اختیار کررکھا تھا۔ ساتھ ساتھ بزرگوں کی روش پر چل کر ضروری اور ناگزیر مواقع پر آمد ورفت بھی رکھتا تھا تو بصدقہ مہدی موعودؑ یوم قیامت اس کو ایسی مصیبت پیش نہیں آئے گی بلکہ اس نے سب کو ترک کرکے اور سب سے رخ موڑ کر خدا کی طرف اپنے پورے وجود سے متوجہ ہوگیا تھا تو آج کے دن وہ شاداں وفرحاں ہوگا۔ یہ صدقہ ٔ مہدیؑ ہے جو زندگی کے بعد کام آئے گا۔

تسویت خاتمین علیہم السلام

گزشتہ چند برس پہلے تسویت کے انکار کو اور تسویت کے معاملہ کو عمداً اچھالا گیا تھا اور سیدھے سادے ذہنوں پر یہ چھاپا مارا گیا تھا کہ نبی صلعم اپنے تابع سے برتر ہیں۔ یا مہدی موعودؑ جو کہ صرف تابع ہیں اپنے متبوع کے برابر کیسے ہوں گے۔

یہ کھیل غیروں نے نہیں اپنوں نے کھیلا تھا تا کہ لوگ مہدی موعود علیہ السلام سے روگرداں ہو جائیں۔

چنانچہ اس فتنہ کا بعض لوگ شکار بھی ہو گئے۔

امت کی ہلاکت کے دفع فرمانے والی تین ہستیاں ہیں۔(۱) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ (۲) حضرت مہدی علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

حضور صلعم نے اپنے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان مہدی موعودؑ کا ہونا فرمایا ہے۔ دافع ہلاکت امت تینوں ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صلعم نے مہدی موعودؑ کے تعلق سے جو فرمایا تھا اس کا مفہوم یوں ہے کہ حضورؐ کے والدین کا جو نام ہے وہی نام مہدیؑ کے والدین کا ہوگا۔ مہدی حضور صلعم کی بے خطا پیروی کریں گے۔ اور بے خطا پیروی جس کو اتباع تام کہا جاتا ہے اس کے کرنے والے مہدی موعود ہی ہیں۔ اور تابع تام مرتبہ میں اپنے متبوع رسول اللہ ﷺ کے برابر ہیں، کوئی فرق نہیں۔

قرآن مجید میں دس مقامات پر ذکر مہدی اشارتاً آیا ہے جو آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں مختصراً دوبارہ نقل کیا جا رہا ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔ مثلاً

(۱) سورہ آل عمران آیت نمبر (۲۰)

ترجمہ: اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو تو کہدے (اے محمدؐ) میں نے اپنی ذات اللہ کے حوالے کردی اور وہ بھی اپنی ذات کو حوالے کردے گا جو میری پیروی کرنے والا ہے۔

یہاں اور ''وہ بھی'' اور جو میری پیروی کرنے والا سے مراد مہدی موعود علیہ السلام ہیں

سورہ انعام آیت (۱۹)

ترجمہ: اور وحی کیا گیا ہے میری طرف قرآن تاکہ میں ڈراؤں تم کو اس پر (قرآن) کے ذریعہ اور وہ بھی جو تیرے مقام کو

یہاں بھی اور ''وہ بھی'' اور ''جو تیرے مقام کو'' سے مراد مہدی موعود ہی ہیں دوسرا اور کوئی نہیں۔

(۳) سورہ انفال جزو ۷

اے نبی ﷺ اللہ تیرے لئے کافی ہے اور اس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے مومنین سے۔

اس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے سے مراد مہدی موعود کی مبارک ہستی ہے

(۴) سورہ یوسف جزو ۱۳

اے محمد آپ کہد یجئے کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں (مخلوق کو) اللہ کی طرف بینائی پر میں (اور میرا تابع بھی بلائے گا) یہاں تابع سے مراد مہدی موعودؑ ہیں کوئی اور نہیں۔

حضور مہدی موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ خدا کے حکم سے فرمایا۔ اس کے کسی ایک حرف کا بھی کوئی انکار کردے تو وہ خدا کی گرفت میں آجائے گا۔ مہدی موعود معصوم عن الخطا ہیں آپؑ کی وہی شان تھی جو حضور ﷺ کی مبارک شان تھی۔ یعنی ما ینطق عن الھویٰ (محمد اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے) اب آیئے امامنا کے تین اقوال مبارکہ جس سے تسویت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) منکران مہدی عالموں نے جب سوال کیا کہ امت میں سب سے زیادہ بھاری ایمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہونے کا حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے آپ اپنے ایمان کے

بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامناؑ نے راست جواب دینے سے پہلے علماء سے دریافت فرمایا کہ محمد رسول اللہ کا ایمان وزنی اور بھاری ہے یا ابوبکر صدیقؓ کا؟

علماء نے جواب دیا کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ایمان وزنی اور بھاری ہے اس پر امامناؑ نے فرمایا **بندہ کا ایمان محمد رسول اللہ ﷺ کا ایمان ہے۔**

(۲) بحکم خدا آپؑ نے حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کو ایمان کی بشارت فرمائی۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے عرض کیا کہ خوندکار کے صدقے سے ایمان تو مل رہا ہے لیکن آپ کا ایمان ہونا چاہئے یا آپ اپنے ایمان کی بشارت دیجئے۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا طلب ایسی ہی رکھنی چاہئے۔ لیکن **محمد نبی اور محمد مہدی کا ایمان دوسرے کے لئے روا نہیں ہے۔**

(۳) پردہ فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا **محمد نبی اور محمد مہدی کو فنا نہیں موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔** شاید اتنے حوالوں کے بعد تسویت کی بات صاف طور پر سمجھ میں آجائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر کسی نے قبول کرنے میں پس و پیش کیا تو اس کو چاہیے کہ وہ مہدی موعودؑ کے مقامات، دعوت، معجزات، اور خُلق وغیرہ کے تعلق سے معلومات کرے یا پھر اپنے پیٹ میں جانے والے لقموں کا جائزہ لے کہ آیا یہ حلال کی کمائی کے لقمے ہیں؟ کیونکہ لقمۂ حلال اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''جان کا دشمن زہر ہے اور ایمان کا دشمن لقمہ حرام ہے۔''

حضور پرنور مہدی موعودؑ نے فرمایا۔ جو شخص محمد کو نہ دیکھے چاہیئے کہ مجھے دیکھے۔ ایک اور ارشاد یوں فرمایا۔ بندہ اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ ایک زمانے میں ہوتے تو کوئی شخص ان تین کے درمیان تمیز نہ کرسکتا اور نہ پہچان سکتا کہ مہدی کون ہے، رسول اللہ کون ہیں اور خلیل اللہ کون ہیں؟

صاحب کتاب شواہد الولایت نے تحریر فرمایا ہے (ملاحظہ کیجئے صفحہ ۳۵۴)

پس جب نبی ﷺ کو نبی کی نبوت دی گئی تو مہدی علیہ السلام کو نبی ﷺ کی ولایت دی گئی۔ پس ذات آپ (مہدی علیہ السلام) کی نبی ﷺ کی ذات کی مانند، گروہ آپؑ کا نبی ﷺ کے گروہ کے مانند اور دعوت آپؑ کی بنی ﷺ کی دعوت کے مانند علم آپؑ کا نبی ﷺ کے علم کی مانند، صبر آپؑ کا نبی ﷺ کے صبر کی مانند، توکل آپؑ کا نبی ﷺ کے توکل کی مانند اور اکثر احوال میں آپ علیہ السلام سورتاً اور سیرتاً نبی کے برابر ہیں۔

حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل (جیسے) ہیں۔ حضور پر نور مہدی موعود علیہ السلام نے وصال سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو سیر حضرت ابراہیم علیہ السلام، بعض کو سیر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بعض کو سیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔ یہ سن کر حضرت بندگی میاں سید خوند میرؓ نے عرض کیا کہ یا امامنا بھلا کسی کو سیر محمد نبی ﷺ اور سیر سید محمد مہدیؑ بھی حاصل ہے؟ آنحضرتؑ نے فرمایا ہاں۔

امامنا علیہ السلام نے ایک روز بیان میں فرمایا کہ حکم الٰہی ہوتا ہے کہ ان دونوں جوانوں کو جو تیرے داہنے اور بائیں بیٹھے ہوئے ہیں میری درگاہ سے بے واسطہ فیض پہنچ رہا ہے۔ یہ خبر بشارت جب مشہور ہوئی تو ام المصدقین بی بی بون جیؓ نے استفسار (سوال) کیا کہ وہ دونو جوان بے واسطہ فیض حاصل کرنے والے کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا سید محمود اور سید خوندمیر ہیں

حضور مہدی موعود علیہ السلام نے چھ ماہ دن میں حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو سیر نبوت کی تعلیم اور چھ ماہ رات میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کو سیر ولایت کی تعلیم فرمائی۔

حضرت سید محمد گیسو دراز' بندہ نواز' بلند پرواز ؒ کی کتاب مترجم ''جوامع الکلم'' نے صفحہ (۱۹۲) پر یہ ارشاد حضور پرنور ﷺ ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے **ما من نبی الاولہ نظیر فی امتی** (یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کی نظیر میری امت میں موجود نہ ہو)۔

اس ارشاد سے واضح ہورہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نظیر ممکن ہے اور نظیر کا ہونا حق ہے۔

تسویت کی بابت اہل سنت کے اکابر بھی قائل تھے جیسا کہ

(۱) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے فرمایا

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم
کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم

یعنی پیغمبر ﷺ نے فرمایا میری امت میں میرا ہم درجہ وہم نسب پیدا ہوگا۔

(۲) حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ اپنے ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

یارب بحق مہدئ ہادی کہ ذات اُو
مانند مصطفیٰ است و مولائے اتقیا

یعنی اے میرے خدا مہدئ ہادی کے طفیل سے جس کی ذات مثل مصطفیٰ ہے اور جو اتقیاء کا مولیٰ ہے

(۳) اسکے علاوہ حضرت علامہ ابن سیرینؒ کا ارشاد کا مفہوم یوں ہے۔

مہدی، ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہوں گے اور ہمارے نبی کے برابر ہوں گے

(۴) حضرت شیخ محی الدین عربیؒ جن کو پہلوان دین کی بشارت، دربار امامناؑ سے جن کو ملی تھی اپنے ارشادات کے ذریعہ خاتمین کریمینؑ محمد اور مہدی علیہم السلام کے درمیان تسویت یعنی برابری بتلاتے ہیں۔ بہرحال تسویت خاتمین علیہم السلام کا معاملہ صرف مہدویہ سے جڑا ہوا نہیں ہے۔ امامنا علیہ السلام سے پہلے کے اکابرین اہل سنت بھی تسویت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو اپنے نور سے منور فرمادے۔ بلکہ ان کی ذاتوں کو بھی۔

معجزات مہدی علیہ السلام

(۱) حالت جذبہ کی مدت: بارہ سال رہی اس دوران کوئی حرکت خلاف شرع نہیں ہوئی، کوئی نماز قضاء یا ناغہ نہیں ہوئی۔ ابتدائی سات سال نہ تو ایک دانہ کھایا اور نہ ایک قطرہ پانی کا پیا۔ بعد کے پانچ سال میں ساڑھے سترہ سیر اناج آپؑ کے شکم پُرنور میں گیا جو ایک معجزہ ہے۔ جذبہ کی کیفیت پر ارشاد مہدیؑ: ''اس طرح پئے در پئے الوہیت کی تجلی ہوتی ہے کہ ان سمندروں سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر وہ ہوش میں نہ رہے۔ فرمان خداوندی ہوتا ہے۔'' اے سید محمد اس واسطے سے کہ ہم نے تجھ کو خاتم ولایت محمدی کیا ہے تجھ سے فرائض ادا کرواتے ہیں یہ تجھ پر ہمارا افضل واحسان ہے۔

(۲) آپ علیہ السلام کے پس خوردہ کی برکت سے کھارا پانی میٹھا ہوجاتا تھا۔ دولت آباد میں حضرت میاں سید محمد مومن عارفؓ کے روضہ کی باؤلی میں، موضع سولہ سانیج (گجرات) میں پانی میٹھا ہوا تھا اور بمقام چاپانیر شریف (گجرات) مسجد ایک توڑہ کی باؤلی سے پانی آج تک شیریں ہے۔ اور بلّیات دور ہوجاتی ہیں۔

(۳) سوکھی لکڑی زمین میں گاڑ دینے سے ہری بھری ہوجاتی تھی بلکہ سرسبز درخت بن جاتی تھی

☆ مہدی موعود علیہ السلام کا سایہ نہیں تھا۔

☆ جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

☆ حضرتؑ کی دست بوسی کرنے والے کے ہاتھ سے خوشبو کئی روز تک نہ جاتی تھی۔

☆ جدھر سے آپؑ گذرتے وہاں پتھروں، درختوں سے ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے کی آواز آتی۔

☆ پانی، آگ اور تلوار آپؑ پر اثر نہ کرتے تھے۔

☆ جہاں قیام فرماتے تانبہ کے ایک تار کا حصار اطراف دائرہ خدا کے حکم سے بن جاتا۔

☆ کعبہ نے مہدی موعودؑ کا طواف کیا تھا۔ حضرت شاہ نظامؓ نے یہ معجزہ دیکھا تھا۔

☆ سفر حج کے لئے ہندوستان سے روانگی ہو رہی تھی ایک صحابیؓ نے دیکھا کہ ہندوستان بھر کے آرام فرما اولیائے کرام رحم اللہ اجمعین اپنے کاندھوں پر جہاز کی رسیاں رکھ کر ان کو کھینچ رہے تھے۔

☆ غسل جمعہ کے وقت پانی کے ہر قطرہ سے آواز آتی تھی شکر خدا ادا کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے صاحب زماں کی خدمت سے مشرف کیا اس معجزہ کے شاہد حضرت بندگی میاں شیخ بھیکؓ ہیں۔

☆ بمقام فرح مبارک اجنّہ کی ایک جماعت نے امامنؑا کا بیان قرآن سنا اور مہدی موعودؑ کی تصدیق سے مشرف ہوئے۔

☆ تدفین کے بعد لفافہ مبارک (کفن) خالی ہی تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر بندہ کو کفن میں پاؤ تو سمجھو بندہ مہدی نہیں ہے۔ یہ آخری معجزہ بھی سچا اور صحیح نکلا۔

☆ فرح مبارک میں امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے جو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے یکا یک اللہ کے حکم سے اپنی پشت مبارک کے پیچھے دیکھا اور فرمایا ''تم بھی برے نہیں ہو اس جماعت میں داخل ہو'' تین بار ایسا فرمایا۔ اسکے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دریافت فرمانے پر کہ حضور کی پشت مبارک کے پیچھے کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا یہ سخن مبارک کس سے فرمایا؟ آنحضرت علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

سات سلاطین کی ارواح حاضر ہو کر آرزو کرتے تھے کہ کاش ہم میراں سید محمد مہدی

خاتم الولایت محمدی ﷺ کے زمانہ میں ہوتے۔فیض ولایت مقیدہ سے بہرہ مند ہوتے'' اس وجہ سے ہم نے جواب دیا کہ تم بھی برے نہیں ہو۔اس گروہ (مہدیؑ) میں شامل ہو جن سات سلاطین کی ارواح حاضر ہوئیں تھیں ان کے اسمائے مقدسہ اس طرح ہیں۔(۱) حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ (۲) حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ (۳) حضرت سلطان ابوبکر شبلیؒ (۴) حضرت سلطان عبدالقادر گیلانیؒ (۵) حضرت سلطان سنجر ماضیؒ (۶) حضرت سلطان عبدالخالق عجد لائیؒ (۷) حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ

دافع ہلاکت امت محمدیہ ﷺ

حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا آنا امت محمدیہؐ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے تھا۔آپ علیہ السلام کے دعوے کی بنیاد مطابقت کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ تھی یہ حدیث شریف ہم کتاب جواہر التصدیق مولفہ حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ سے لے رہے ہیں۔حضور پرنور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علی کونسی چیز تیرے پاس زیادہ محبوب ہے؟ (۱) چھ ہزار بکریاں (۲) چھ ہزار دینار (۳) یا چھ کلمات جامعہ۔ تو حضرت علیؓ نے عرض کیا چھ کلمات جامعہ۔وہ کلمات یہ تھے۔

(۱) جب لوگ مشغول ہوں نفل عبادتوں میں تو 'تُو مشغول ہو فرائض کو کامل کرنے میں۔

(۲) اور لوگ مشغول ہوں عمل کی زیادتی میں تو تُو مشغول ہو عمل کے اخلاص میں۔

(۳) اور لوگ مشغول ہوں دنیا کی عمارت میں تو تُو مشغول ہو آخرت کی عمارت میں۔

(۴) اور لوگ مشغول ہوں اپنے ظاہر کو سنوارنے میں تو تُو مشغول ہو اپنے نفس کے عیبوں کے سدھارنے میں۔

(۵) اور لوگ مشغول ہوں لوگوں کی عیب جوئی میں تو تُو مشغول ہو اپنے نفس کے عیبوں کو پہچاننے اور دور کرنے میں۔

(۶) اور لوگ مشغول ہوں مخلوق کی خوشنودی میں تو تُو مشغول ہو خالق کی خوشنودی میں۔

مذکورہ چھ کلمات جامعہ میں ولایت آ گئی ہے۔ مصدق کو مہدی موعودؑ نے کیا حکم دیا ہے ایک جائزہ لیں۔ (یہ جائزہ ہمارے اپنے الفاظ میں ہے)

حضور ﷺ کے فرمائے ہوئے کلمات جامعہ کی تشریح

(۱) مہدی موعود نے ورد و نوافل کے بجائے فرض نماز اور فرض ذکر اللہ اور موکدہ سنتوں کی تکمیل کا حکم فرمایا۔

(۲) اعمال میں اخلاص یوں ہو کہ ذکر خفی کیا جائے، نہ کہ زبانی ذکر کہ تیرے ذکر کو عوام تو کجا لکھنے والا فرشتہ بھی نہ سن سکے۔

(۳) دنیا اور دنیاوی عمارتوں کو چھوڑ دیا جائے اور ہجرت پر عمل کیا جائے تاکہ جگہ سے، عمارت سے محبت نہ ہو جو کہ خدا کی محبت کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔

(۴) باطن کو سنوارنے عمل با اخلاص کو اختیار کیا جائے اور باطن پر نظر رکھی جائے اور ملامت کے کوڑوں سے باطن کو سنوارا جائے ورنہ باطن نہ سنورا تو اعمال بیکار گئے۔ داخل جہنم کروانے والے اعمال مثلاً خودی، خود پسندی، اورانا باطن کے سنوارنے ہی سے دور ہوتے ہیں۔ خود کی محبت کا بت، دنیا اور اسباب دنیا، وغیرہ جیسے تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا جائے اور اس طرح خدا کے فضل سے باطن سنور جائے گا تب مسلسل نظر حقارت سے اور نظر کراہت سے خود کو دیکھا جائے اس پر مطمئن نہ ہو جا کہ میرا باطن سنور چکا ہے، اس بات سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے کہ میرا یہ سنورنا دوبارہ بگڑنے میں نہ بدل جائے۔

(۵) نفس کے عیبوں اور مکّاریوں کو ملامت کے کوڑے سے پیٹتا جائے اپنے اعمال کو مطلق خاطر میں نہ لایا جائے۔نفس کے عیبوں کو دور کرنے کے لئے خود احتسابی کرتا رہے، ضروری ہے کہ اپنے عمل پر خوش ہونے کے بجائے نفس سے کہہ دینا چاہئے کہ کونسا بڑا تیر میں نے مارلیا اس سے زیادہ اور عمدہ بھی کیا جاسکتا تھا یا اور کئی لوگ مجھ سے بڑھ کر ہیں بلکہ ہر کوئی مجھ سے بہتر ہے۔ان کے مقابلہ میں ''میں کچھ نہیں ہوں''۔ویسے تو ہر معاملہ میں شکر گزاری اہم ہے۔لیکن نفس کے معاملہ میں خود کو ہمیشہ بے اطمینان ظاہر کیا جائے، انشاء اللہ ایسا کرنے سے نفس کے فریب ونقصان سے انشاء اللہ محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ ہر وقت نفس اور شیطان سے خدا کی پناہ مانگا کر۔ کیونکہ شیطان لوگوں کو ان کے اعمال آراستہ کرکے دکھلاتا ہے جس سے غرور آجاتا ہے۔

(٦) یہ تو نہایت گھٹیا بات ہے کہ بندۂ مومن مخلوق کی خوشنودی میں مصروف رہے بلکہ وہ خالق کی خوشنودی کو حاصل کرنے کا ارادہ کرے اور عمل کرتا چلا جائے بلا کسی صلہ یا ستائش پر نظر رکھے۔ڈرتا رہے کہ میرا خالق مجھ سے خوشنود بھی ہے یا میں اس کی بارگاہ سے دور ہوں؟ دعا کرے اور عمل کرے کہ تقرب باری تعالیٰ نصیب ہو۔یہ تو تھا دافع ہلاکت امت کے فرامین کی روشنی میں ایک لائحہ عمل یا ضابطۂ زندگی۔

ایک آیت اور اس کا مفہوم (مہدویہ نقطۂ نظر سے)

سورہ الاعراف آیت ۲۹:

فرمادیں: ''حکم دیا میرا رب انصاف کا اور قائم کرو اور اپنے چہرے نزدیک، ہر مسجد اور پکارو خالص ہو کر اسکے لئے دین جیسے تمہاری ابتداء کی، دوبارہ ہوگی۔''

فرامین مہدی موعود علیہ السلام اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے ارشادات کی روشنی میں ایک قلمی تحریر یوں ہے ''بندۂ مومن کا کام ہے کہ اپنی ذات پر انصاف کرے یعنی وہ اپنا رخ خدا کی طرف پھیر دے، تارک الدنیا ہوجائے، اور عزلت کو اختیار کرے، دائرہ یا مسجد میں فروکش ہوجائے اور خدا کی طرف یکسو ہوجائے۔ پھر اپنے وجود کی نفی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات کا اقرار الا اللہ توں ہے لا الہ ہوں نہیں کے ذریعہ کرے۔ اس طرح اس کی خودی و انا انشاء اللہ ختم ہوجائیں گے۔ تب کہا جائے گا کہ ایک نئی زندگی مل گئی۔ خدانخواستہ کسی ناخوشگوار حادثہ سے بچ جانے والوں کو ''نئی زندگی مل گئی'' کہا جاتا ہے۔ اب جبکہ اپنی ذات کی نفی ہوکر انا ختم ہوئی تو اس خوشگوار معاملہ پر بھی زندگی تبدیل شدہ یا نئی زندگی کہلائے گی۔ جب یہ بندہ پیدا ہوا تھا اسوقت نہ اس نے کوئی گناہ کیا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی حساب لیا جانے والا تھا بالکل اس طرح انا و خودی دور ہونے پر وہ اس نومولود کی طرح ہوجائے گا اور پھر قربت خداوندی کی دولت نصیب ہوگی (انشاء اللہ)

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی برکت سے منشاء خداوندی پر غور و فکر کرنے کا خیال آسکتا ہے اور یہی شان خلیفۃ اللّٰہی تھی جو معصوم عن الخطا، امر اللہ، مراد اللہ، دافع ہلاکت امت محمدیہ ﷺ کی ہے۔ بے حساب درود و سلام خاتمین الکریمین پر اور ہر دو کے آل و اصحاب پر۔

قرآن مجید میں نہایت گہری، اسرار و معارف کی حامل باتیں ہوتی ہیں جن کو سمجھنے کے لئے علم کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ذکر و فکر کی بھی اور نیستی و عاجزی وانکساری کی۔ اسی سلسلہ میں حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ آخر حاکم، ستون دینؒ کا یہ فرمودہ یاد رکھنے کی اور عمل کرنے کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے فرمایا۔

''معنیٔ قرآن نہیں آتے مگر جو اس کو پڑھتا ہے اس کو آتے ہیں لیکن ان کا استعمال نہیں آتا جب تک کسی (مرشد کامل) کی جوتیاں نہ اٹھائیں۔

درس نیستی: مرید یا فقیر یا ہونے والے جانشین کے لئے تو اپنے مرشد کی جوتیاں اٹھانا آسان ہے لیکن جب یہی مرید، فقیر یا جانشین خود مرشد بن جاتا یا بنا دیا جاتا ہے اور لوگ زیادہ عقیدت مند بن جاتے ہیں۔ تو یہ وقت اس کے لئے مزید نیستی وانکساری کا ہوتا ہے۔ اس وقت پہلے سے زیادہ نیستی اور عاجزی ضروری ہوجاتی ہے۔ یہ واقعات امامناؑ کے وصال کے بعد کے ہیں۔ مثلاً حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ نے تین روز تک بیان قرآن کو موقوف فرمادیا تھا۔ جب آپؓ اس آیت پر پہنچے تھے کہ تم وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو۔ حضرتؓ کا یہ عمل ازراہ انکساری تھا (جبکہ آپ پورے قرآن پر عمل فرماتے تھے) اور بعد والوں کو ہدایت فرمانا تھا۔ حضرت بندگی میاںؓ نے فقرائے کرام کے ہاتھ دھلوائے اور پانی پی لیا تھا۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمتؓ مرشد اور صاحب دائرہ ہونے کے باوجود دائرہ کی جھونپڑیوں میں پانی بھرا کرتے تھے۔ اور ایک مرتبہ ایک مرید کی اس حد تک دلجوئی (محض اللہ واسطے) فرمائی کہ پالکی کو کاندھا دیدیا۔ یہ مرید نستعلیق تھا اور آنے سے پہلے کہہ چکا تھا کہ باریک چاول، عمدہ میٹھا، عمدہ پوشاک، اور پالکی چاہیئے۔ حضرتؓ نے اس کی طلب مولیٰ کی خاطر سب گوارہ فرمالیا تھا۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظامؓ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ غلام بن میاں مت بن۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاورؓ نماز کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے وقت جوتیاں ہاتھ میں اٹھالیتے تاکہ ذاکرین جو ذکر میں بیٹھے ہیں ان کے ذکر کی مشغولیت میں خلل نہ پڑے۔ بہرحال جب ہم ان بزرگوں کا صدقہ مانگتے ہیں تو پھر اللہ کا فضل ہوجاتا ہے۔

''منکرین سے دور، مومنین سے قریب'': قارئین کرام آپ حضرات نے امامنا علیہ

السلام کی سیرت، خلق، فرامین وغیرہ کے تعلق سے مطالعہ فرمالیا۔ ہمارا کام ہے کہ مہدیؑ سے جڑے رہیں۔ مہدیؑ سے یہ جڑنا رسول اللہ ﷺ سے جڑنا ہوا۔ اور خاتمینؑ کی قربت کی وجہ سے خدا کی قربت ہم کو نصیب ہوگی۔ اگر خدانخواستہ مہدیؑ سے کٹ گئے، تو پھر خدا ورسولؐ سے بھی کٹ جائیں گے۔ منکرین سے یا مرتدین سے دوری میں ہماری سلامتی ہے۔ اس سلسلہ میں چند آیات پڑھئے۔ مثلاً

قابل غور چند آیات اوران کے تراجم

سورہ آل عمران آیت (۲۸)

''مومنوں کو چاہئے کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا کسی چیز میں کچھ واسطہ یا تعلق نہیں ہاں اگر تم ان کے شر سے بچنے کے لئے ایسا کرتے ہوتو (معاف ہے)۔

خاص بات یہ ہے کہ یہودی یا نصرانی مسلمانوں کے خلاف جو ہتھکنڈے استعمال کرتے آرہے ہیں بالکل انہی خطوط پر ہمارے معاند یعنی منکران مہدی بھی یہی کام کرتے آرہے ہیں۔ تو ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے دین وایمان کی حفاظت کی خاطر ان لوگوں سے مکمل دوری رکھیں۔ اب ان آیات پر غور کیجئے۔

سورہ البقرہ آیت (۱۹۹، ۱۲۰)

اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہوجاؤ تو ہدایت پاؤ گے، تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے یہود ونصاریٰ جب تک تم ان کے دین کی پیروی اختیار نہ کرلو۔

ہمارے معاندین جنہوں نے مہدویت کو (نعوذ باللہ) نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلیا ہے وہ

یہی باور کرواتے ہیں کہ ''وہ'' سیدھے راستے پر ہیں اور تم (مہدوی) غلط راستے پر۔ لہٰذا تم ہماری طرح وہابی بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے ہمارے دین کی پیروی اختیار کرلو تو تمہاری نجات ہے۔

قرآن مجید میں اس طرح مومنوں سے فرمایا جارہا ہے۔

سورہ البقرہ آیت (۱۴۵)

''اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آیا ہے ان (غیروں یا منکروں یا مرتدوں) کی خواہشات کی پیروی کی تو تمہارا شمار یقیناً ظالموں میں ہوجائے گا۔''

کافروں کا کیا حشر ہوگا غور فرمایئے:

سورہ البقرۃ آیت (۱۶۱)

''جو لوگ کافر ہوئے کافر ہی مر گئے ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے وہ ہمیشہ اس لعنت میں رہیں گے ان سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے منسوب یہ ارشاد واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ ''منکر مہدیؑ سے تین جگہ سے ٹیڑھے ہوکر ملو'' گذشتہ برسوں کا تجزیہ کیجئے کہ جتنے بھی خوش خلق، مودّب اور مرعوب مہدویوں کی وجہ سے کیا کوئی غیر ہماری طرف آیا یا کسی غیر مرعوب یا راست گو کی وجہ سے کوئی آنے والا بھاگ گیا؟ نہ کوئی آیا نہ کوئی آنے والا بھاگا، ذہنی مرعوبیت بڑھتے بڑھتے حق پوشی تک لے جاتی ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

☆☆☆☆☆

فیضانِ مہدی موعودؑ
زندگی کے ساتھ اور بعد

مہدوی بچہ ابھی پیدا نہیں ہوتا شکم مادر میں جب رہتا ہے اسوقت بہ طفیل و بہ صدقۂ مہدی موعود علیہ السلام ذکر اللہ سے اس کو واقفیت ہو جاتی ہے۔سوال یہ کہ وہ کس طرح؟ جب ماں نے ذکر کیا تو خون کے سرخ اور سفید خلیے ہوتے ہیں جن کو **Red cells , white cells** کہا جاتا ہے وہ بھی خون کے آکسیجن سے سانس لیتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔اس طرح ذکر شکم مادر ہی میں موجود کو پہنچ جاتا ہے۔جس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ نعمت ذکر سے دنیا میں آنے سے پہلے روشناسی یا واقفیت ہو چکی۔ ولادت کے بعد سیدھے کان میں اذاں اور بائیں کان میں اقامت کی سنت ادا کی گئی۔

مہدوی بچہ کو بعد کے مراحل یعنی سنت ابراہیمؑ اور سنت مہدی موعودؑ یعنی تسمیہ خوانی کی تکمیل کروادی گئی ۔ بچہ نے مکتب کو جانا شروع کیا ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ایک عرصہ دراز تک اسکول اور کالج کی پڑھائی کی مصروفیات کے بعد انٹرویو کے سلسلے شروع ہوئے اور کسی جگہ اس نوجوان کو روزگار مل گیا یا اس نے تجارت، نوکری وغیرہ شروع کرلی۔پھر والدین نے کسی جگہ پر لڑکے کی شادی کردی۔ عمر گزرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے روزگار میں بھی ترقی دی اولادوں سے سرفراز فرمایا۔ مدت اس طرح گذری پھر وہ مبارک وقت آیا جب اس نے اس غدّار دنیا کو ترک کردیا۔ اگر اس نے کسب کے زمانہ میں حدود کسب کی پابندی کی تھی تو فقیری

آسان، ورنہ فقیری اسکو فولاد کے چنوں سے زیادہ بھاری اور بوجھل محسوس ہوگی۔ بہرحال چبانا تو ہے ہی ہنس کر یا رو کر۔ آداب فقیری کی پابندی سے دن گذرتے رہے۔ زمانہ دراز ہوتا گیا یہ مہدوی فریش وعلیل ہوگیا۔ بیماری نے طول کھینچا اور اس نے بستر پکڑ لیا اور امامنؑا کے فرمان کے بموجب ''مومن کی پاکی کھاٹ پر'' ایک تو جسمانی تکالیف دوسرے اپنوں کی طرف سے اگر خدمت برابر نہ کی گئی تو رنج کہ کیا اسی دن کے لئے ان کو مانگا گیا تھا؟ خیر پھر یہ مرحلہ بھی ختم ہوگیا۔ پھر تو ایک وقت وہ بھی آیا کہ مرشد عالی قدر کو بلوانا پڑا۔ خوندکار نے آ کر ذکر اللہ کی تلقین کی، پس خوردہ دیا، مکان والوں کو تاکید فرمادی کہ ان کے پاس بیٹھ کر صرف ذکر اللہ کرتے رہیں۔ اس طرح کہ ان موصوف کو بھی آواز پہنچتی رہے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری اور حکم کہ چلو کس کی مجال کہ اس حکم کو ٹال سکے۔ ان مہدوی صاحب نے کہا چلئے۔ سانس رک گئی نبض تھم گئی۔ گھر والوں نے سدھارا کیا (یہ بھی ہماری خاص قومی اصطلاح ہے) یعنی ہاتھ پاؤں سیدھے کئے۔ چہرہ کا رخ زندگی میں ہی قبلہ رخ تھا اگر قبلہ کی طرف سر تھا تو اب رخ بدل کر چہرہ کے سیدھی جانب قبلہ رخ کر دیا گیا۔ آنکھیں بند کر کے ہاتھ سینے پر رکھے گئے، پیر سیدھے کئے گئے۔ اس کے کچھ دیر بعد پلنگ پر، موصوف اب موتی' کہلائے جانے لگے۔ سیدھے مرشد کی مسجد کو لے جائے گئے۔ پلنگ پر میت کا جانا بھی ہجرت کا ثواب پانا ہے۔ مرشد نے غسل دیا وضو کی ترتیب سے پانی بہایا گیا۔ پھر کفنایا اب جنازہ کہلائے۔ جنازہ کو باہر لا کر صحن مسجد میں رکھا گیا کیونکہ نماز جنازہ کھلے آسمان کے نیچے ادا کرنی ہے۔ نماز جنازہ کی ادائی کے بعد چہرہ دکھلایا گیا پھر گھر تک جنازہ کو لایا گیا وہاں محرم خواتین نے چہرہ دیکھا غیر محرم دور رہیں۔ جنازہ کے پلنگ کو کاندھوں پر رکھ کر حظیرہ لایا گیا حظیرہ دور ہونے پر گاڑی میں رکھ کر لایا گیا۔ اور اتار کر کاندھوں پر رکھ کر حظیرہ میں داخل ہوئے۔ قبر تیار کر لی گئی تھی۔ اگر خدانخواستہ پتھر نکل آنے سے قبر نہ کھد سکی تو

حاضرین کو زحمت۔ خیر قبر تیار ہونے پر قبر میں اتارا گیا۔ قبر میں اتارنے کے بعد دوبارہ چہرہ دکھلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مرشد، حاضر مرشدین کرام سے اجازت طلب کرتے ہیں اور مشت خاک دیتے ہیں۔ قبر مٹی سے برابر کردی جاتی ہے۔ پھر مرشد پانی سے یا مٹی سے مہر کرتے ہیں پانی سے یا مٹی سے اس کے بعد دوبارہ مرشد پھول اتارنے کی اجازت طلب فرماتے ہیں۔ یہ دوسری بار اجازت لی گئی۔ یہ دوبارا اجازت کا لینا بھی نیستی، عاجزی اور خود کو کچھ نہ سمجھنے کی عملی دلیل ہے اور صدقہ مہدی موعودؑ ہے۔ پھول اتارنے اور فاتحہ پڑھنے کے بعد سب واپس روانہ ہوگئے۔ حظیرہ کی مسجد میں یا مرحوم کی قیام گاہ سے قریب مسجد میں یا مرشد کی مسجد میں مجلس تعزیت ہوئی۔ حاضرین میں دوتین اصحاب نے خاص کر مرشد نے مرحوم کی خوبیوں کا بیان فرمایا آخر میں دعا کی گئی۔ خدائے تعالیٰ نے تمام حاضرین مجلس کے بیان پر میت کی بخشش فرمادی یا عذاب میں کمی فرمادی۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا تھا کہ جعفرؓ کے گھر والے غمگین ہیں ان کو کھانا بھجواؤ۔ اس سنت پر مرشدین عمل کرتے ہیں اور میّت کے ارکان خانہ کو کھچڑی للہ بھجواتے ہیں۔ تاکہ غمزدہ لوگ چولھا جلانے کی زحمت سے بچ جائیں پھر بعد کے دو دنوں اس طرح تین دنوں تک قریبی عزیز مرحوم کے گھر والوں کے پاس کھانا بھجواتے ہیں اس طرح غم کو کم کرنے اور بانٹ لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چوتھے کو حظیرہ جاکر پھول اتارتے ہیں۔ بعض دائروں میں پان اور بتاشے بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ پھر دسواں، بیسواں اور چہلم تک حظیرہ کو جاکر پھول اتارکر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اور حسب حیثیت مرحوم کی نیت سے ان مخصوص دنوں میں پکوان کرکے قریبی عزیزوں، فقرائے کرام اور مرشد یا مرشدوں کو للہ کھلایا جاتا ہے۔ کیونکہ حسب فرمان رسول اللہ ﷺ ان ایام میں عذاب لوٹایا جاتا ہے۔ اس طرح پھول اور فاتحہ اور طعام کی وجہ سے

عذاب میں تخفیف ہوتی جاتی ہے۔ چہلم کے دوران جتنی بار جمعرات آ جاتی ہیں زیارت کو جاتے ہیں اور نیت سے کڑھائی تقسیم کی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا تفصیلات بتلانے کا منشاء یہ ہے کہ مرحومین کے لئے کیا کیا جاتا ہے۔ سننے میں آتا ہے کہ خاص طور پر وہابی مردہ کو دفن کرنے کے بعد دوبارہ پلٹ کر نہیں جاتے اور نہ ایصال ثواب کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔ مہدویوں پر خدا کا فضل ہے کہ وہ باریکی سے احکامات رسول اللہ ﷺ پر اور مہدی موعود علیہ السلام پر عمل کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حظیرہ میں ہی تدفین کیوں کی جاتی ہے؟ زمین سب اللہ کی ہے۔ ہمارا جواب یہ ہونا چاہئے کہ سلطان حظیرہ نے اپنے زمانے میں زمین خرید فرمائی تھی یا للہ یہ زمین برائے حظیرہ ملی تھی۔ بعد کے آنے والے جانشینوں نے ضرورت مندوں میں زمین تقسیم کردی تھی۔ وہ للہ دی گئی تھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اگر خدانخواستہ زمین خریدنی پڑ رہی ہے اور متولی بددیانت ہے تو یہ رقم اس کی جیب میں چلی جائے گی۔ اس طرح ایسی خرید و فروخت سب کے لئے باعث عذاب، بیچنے والا تو گناہ گار ہے ہی خریدنے والا بھی گناہ گار ہوگا۔ جس طرح سود کا اور رشوت کا دینے والا گناہ گار ہوتا ہے نہ صرف یہ بلکہ ممکن ہے میت کو بھی اس خریدی سے تکلیف پہنچے۔ ایسی معاملت قطعی باطل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی اور کی جگہ کو غصب کر کے فروخت کی گئی ہو۔ اس سے خریدار اور میت دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسی بیع فاسد سے پرہیز لازمی ہے۔ جہاں جگہ للہ مل رہی ہے تو وہاں دفن کیا جائے یا پھر انجمن مہدویہ یا کوئی اور قومی ادارے کی طرف سے ہڈواڑ کے لئے زمین قیمت لے کر دی جارہی ہو تو وہ حرام نہیں کیونکہ خریدی سے ملنے والی رقم کو انجمن والے حظیرے کی حفاظت و صیانت پر خرچ کی جاتی ہے۔

زندگی میں سلطان حظیرہ نے اپنی ذات کی نفی کی تھی اور خدا کی ذات کا اقرار فرماتے رہے تھے یعنی الا اللہ توں ہے لا الہ ہوں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فنائیت بخشی تھی اور خوشنودی سے سرفراز فرمایا تھا اس لئے اب ان کے قدموں میں دفن ہونے والوں کو اس نور اور اس رحمت میں سے حصہ ملے گا۔ اور روزانہ کے آنے والے الطاف وعنایات خداوندی سے مرحوم بھی فائدہ اٹھائیں گے ان کے علاوہ آدمی ہو یا جانور وہ ماحول سے ضرور متاثر ہوتا ہے مثلاً اگر ہم کسی ہنسی مذاق کی محفل میں چلے جائیں تو خود بھی ہنسنے میں مشغول ہو جاتے ہیں کسی موسیقی وغیرہ سننے کو ملے تو خود بخود دانستگی یا نادانستگی میں ہاتھ پاؤں میں حرکت شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح کسی مذہبی محفل میں چلے جائیں اور مقرر باعمل ہے تو خود بھی روئے گا اور حاضرین بھی روئیں گے۔ ہمارے حظیروں میں چوبیس گھنٹے اللہ کا ذکر جاری ہے۔ میت پر بھی اس ماحول کا اثر پڑتا ہے اور اس ماحول میں آجانے سے وہ بھی جلد یا بدیر مصروف ذکر ہو جائے گی اور ذکر کا یہ سلسلہ انشاء اللہ صور اسرافیلؑ تک چلتا رہے گا۔

غور فرمایئے کہ اللہ نے بواسطۂ خاتمینؑ ہم پر کیا کیا عنایتیں فرمائیں۔ زندگی حدود و قیود میں گزری، فقیری آسان ہوئی۔ رہی سہی کسر کھاٹ پر پوری ہوئی۔ اور جو بچا تھا وہ بھی ڈھل رہا ہے۔ غسل میت، نماز جنازہ، مشت خاک، مہر، مجلس تعزیت، انتقال سے لے کر چہلم تک بشمول جمعرات مزید چار چھ بار قبر پر حاضرین نے پھول اتارے۔ فاتحہ پڑھی۔ جمعرات کے روز پھرحتی المقدور پکوان اور لوگوں کا آ کر کھا کر جانا۔ علاوہ ازیں سہ ماہی، ششماہی، نوماہی، اور برسی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر تدفین کسی بزرگ کے پائین میں پھر ذکر اللہ کی سب کے ساتھ ہم آہنگی۔ الغرض جینا بھی چیز مرنا بھی چیز یہ صدقہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ اور حضور پرنور مہدی

موعود علیہ السلام کا گروہ مقدسہ میں صرف مرد حضرات کو ہی نہیں بلکہ ہماری ماوؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی نصیب ہوتا ہے جس سے اخروی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً خدا کے دیدار کی طلب عورتوں پر بھی فرض، ترک دنیا ان پر فرض، ذکر دوام ان پر فرض، الغرض فرائض ولایت پر چلنا، پھر صدق وصفا ہو تو اجر میں مردوں کے برابر، کم نہیں۔ اس طرح ترک دنیا کے بعد سے انتقال تک اور انتقال کے بعد دفن اور حظیروں میں آرام کرتے رہنے تک بلکہ صور اسرافیل تک تمام فائدوں میں رمق برابر کمی نہیں۔ اس طرح یکساں طور پر مہدوی مرد، بچہ یا عورت، مہدی موعودؑ کے صدقات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ ذکر بھی جاری، اللہ تعالیٰ کی عنایتیں، نوازشیں، دیدار کی لذتیں اور قرب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ان ہی وجوہات کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ

فیضانِ مہدی موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد

ختم شد

☆☆☆☆☆

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ چنچل گوڑہ حیدرآباد کا

تعارف

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ چنچل گوڑہ حیدرآباد کا قیام ماہ مارچ ۲۰۱۰ء عمل میں آیا۔ ادارہ کے اغراض ومقاصد میں وہ مہدوی بھائی جو سودی قرض میں گرفتار ہیں ان کو اس بلا سے نجات دلانا۔ دوسرا مقصد مہدویوں کو ایسے حضرات کے ممنونِ احسان ہونے سے بچانا جو انہدامِ مہدویت پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور پھر خود کو مہدوی بھی کہتے ہیں۔ بذریعہ دواخانہ مصدقین پر احسان جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایسوں سے بچانے کے لئے ایک دواخانہ کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا تھا انشاءاللہ آئندہ کسی وقت یہ منصوبہ بھی پورا ہو جائے گا۔ تیسرا مقصد آپسی رابطوں کی کمی کی وجہ سے عموماً پیامات نہ آنے کے برابر ہیں۔ اور لوگ مجبوراً غیروں میں شادیاں کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی رہنمائی کے لئے ادارہ نے ویب سائٹ بنام WWW Mahdavia Martimonial. com شروع کیا ہے۔

مقصد اول (مصدقین کو سود سے نجات دلانا) کے ضمن میں عرض ہے۔

سورہ البلد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور آپ کو کیا خبر ہے کہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن چھڑانا۔

مفہوم: ☆ کسی غلام کو آزاد کر دینا۔

☆ کسی مقروض کا قرض للہ ادا کر دینا وہ بھی گردن چھڑانا ہے۔ خاص طور پر وہ آدمی جو سودی قرض میں گرفتار ہے اس کی گردن چھڑانا (یعنی اس کے قرض کی ادائی کروا دینا) افضل واولیٰ ہے۔ کیونکہ یہ شخص ہر ماہ اپنے اور اپنے گھر والوں کا گوشت اور خون بطور سود ادا کرتا ہے۔ مقروض کے گھر پر سود خور کا آنا گھر والوں کو شرمندہ کر دیتا ہے۔ اور مقروض کی بے عزتی کا سبب بن جاتا ہے۔ اس رنج وغم کی وجہ سے مقروض اور اس کے گھر کے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے مقروض اور خاص طور پر سودی قرض میں گرفتار لوگ قابل ترجیح ہوتے ہیں ان کی گردن پہلے چھڑائی جائے۔

ان کے علاوہ ایسا بے قصور آدمی جو پولیس لاک اپ میں بند ہے، شدید بھوکا شخص بھی بھوک

کی تکلیف میں گرفتار رہتا ہے۔ اس کی بھی گردن بھوک میں پھنسی ہوتی ہے، یا ہندوستان میں مسلمان ہونے کے جرم میں بناء مقدمہ مہینوں جیلوں میں سڑا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی پیروی کرنے کے لئے رقم نہیں رہتی۔ تو ایسوں کی مدد و دستگیری بھی گردن چھڑانے کی تعریف میں آ سکتی ہے۔

مذکورہ حکم قرآنی ''کسی کی گردن چھڑانا'' کارکنان ادارہ ''مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ کے ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔

ادارہ کو آپسی چندوں سے رقم مل جاتی ہے کم از کم سو روپئے فی کس مقرر کئے گئے ہیں۔ اس طرح رقم تقریباً ایک لاکھ سے متجاوز ہوگئی تھی۔

تیسرا اہم مقصد رشتوں کے سلسلے میں مہدوی جو باہر کے لوگوں کو بہ حالت مجبوری اپنی بیٹیوں کو دینے کا ارادہ کرر ہے تھے اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے ادارہ نے ویب سائٹ کے ذریعہ مرکز پیامات قائم کیا اور لڑکے و لڑکی دونوں کے تعلق سے اطلاعات فراہم کردئے۔ ممکن ہے کہ لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہو لیکن کسی نے یہ اطلاع نہیں دی کہ ادارہ کی جانب سے فراہم کردہ اطلاعات و معلومات سے کامیابی ملی۔ اور ہمیں لڑکا (بطور داماد) اور لڑکی (بطور بہو) مل گئے۔ کیونکہ ان کو یہ خیال آ گیا تھا کہ ادارہ والوں کو اطلاع دیں تو وہ لوگ رقم مانگیں گے حالانکہ ادارہ ایسے کام پر کچھ رقم لینا ہی نہیں چاہتا۔ اور خالصتاً اللہ واسطے یہ کام کر رہا ہے۔ اس ویب سائٹ کے قیام کے لئے اخراجات آپسی تعاون سے پورے ہوئے۔

قیام ادارہ کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ قرضوں کی ادائی کے لئے ضرورت مندوں کو رقم بطور قرض حسنہ ایصال کی گی اور انہوں نے بالاقساط اس لی ہوئی رقم کو واپس بھی فرمادیا ادارہ ان کا مشکور ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں ہر ایک کے تعلق سے معلومات خواہش کی گئی تو مخفی رکھی جائیں گی۔ کوئی فیس یا معاوضہ اس نیک کام پر نہیں لیا جاتا۔ انشاء اللہ ایسے رشتوں کے ذریعہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی تصدیق مہدیؑ کی دولت سے مشرف رہیں گی۔ اس ویب سائٹ کے ذریعہ تمام مہدویہ آبادیوں کو ایک دوسرے کے تعلق سے معلومات حاصل ہوں گی۔ و نیز ''قابلیت درکار ہے'' اور ''قابلیت موجود ہے'' کے عنوانات کے تحت قابلیتوں کی طلب اور رسد کی بھی انشاء اللہ تکمیل ہو سکے گی۔